جلسہ سالانہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ آل عمران: 74

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 28 دسمبر 2019ء یکم جمادی الاول 1441 ہجری قمری جلد نمبر :1 شمارہ :14

فرمانِ رسول ﷺ

علم اور حکمت کی دعا

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے (سینے سے) لگا لیا اور دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ اسے علم کتاب (قرآن) عطا فرما۔ایک دوسری حدیث میں ہے کہ فرمایا اے اللہ ! اسے حکمت کا علم عطا فرما۔
(صحیح بخاری کتاب فضائل النبیؐ حدیث 3756)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

تیری امداد اور تائید کو دُور دُور سے لوگ آویں گے

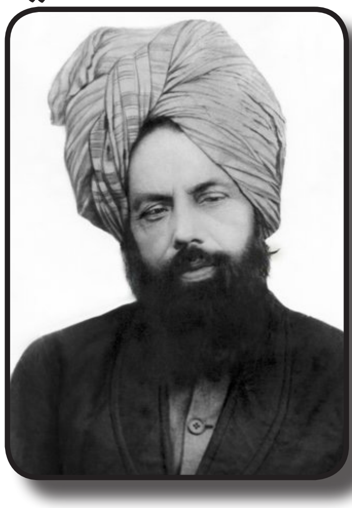

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خد اتعالیٰ کی طرف سے مجھے ارشاد ہے کہ اس وقت تو اکیلا ہے اور تیرے ساتھ کوئی نہیں لیکن ایک وقت آئے گا کہ لوگ تیرے پاس دور دور سے آئیں گے۔ یَاتُوۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ تو لوگوں میں پہچانا جاوے گا اور تیری شہرت کی جاوے گی۔تیری امداد اور تائید کو دور دور سے لوگ آویں گے۔پھر کہا کہ لوگ کثرت سے آویں گے اور تو ان سے نرمی اور اخلاق سے پیش آنا۔اُن کی ملاقات سے مت گھبرانا۔ وَلَا تُصَعِّرۡ لِخَلۡقِ اللّٰہِ وَلَا تَسۡئَمۡ مِنَ النَّاسِ پھر آخر کار فرمایا۔اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ وَانۡتَھٰی اَمۡرُ الزَّمَانِ اِلَیۡنَا۔اَلَیۡسَ ھٰذَا بِالۡحَقِّ۔ یعنی جب خدا تعالیٰ کی فتح اور نصرت آوے گی اور زمانہ کا امر ہماری طرف منتہی ہوگا تو اس وقت کہا جاوے گا کہ کیا یہ سلسلہ حق نہیں؟ اب لاہور اور امرتسر کے لوگ اور ایسا ہی پنجاب کے لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ براہین کی اشاعت کے وقت مجھے کوئی جانتا نہیں تھا۔حتّٰی کہ قادیان میں بہت کم لوگ ہوں گے جو مجھے پہچانتے ہوں گے۔پھر یہ امور کس طرح پورے ہو رہے ہیں۔ اگر چہ یہ پیشگوئیاں بدرجہ اتم ابھی پوری نہیں ہوئیں لیکن جس قدر الہامات کا ظہور ہو رہا ہے وہ طالب حق کے لئے کافی ہے۔اب کیا یہ میری بناوٹ ہے کہ ایک انسان آج سے چوبیس سال پہلے آج کل کے واقعات کا نقشہ کھینچ سکتا ہے۔کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ ہزار ہا مخلوق کا مرجع ہو گا۔خصوصاً جبکہ ایک مدت تک ان امور کا ظہور نہ ہوا۔جس سے صاف ظہار ہے کہ یہ امور کسی فراست کا نتیجہ نہیں ہو سکتے۔ان امور کو دیکھ کر میں کہہ سکتا ہوں کہ جس قدر نشانات خدا تعالیٰ نے میری تائید میں ظاہر کئے وہ اپنی تعداد اور شوکت میں ایسے ہیں کہ بجز حضرت نبی کریم ﷺ کل انبیاء و مرسلین سے ایسے ثابت نہیں ہوئے لیکن اس میں میرا کیا فخر ہے۔یہ سب کچھ تو اس پاک نبیؐ کی فضیلت ہے۔جس کی امت میں ہونے کا مجھے فخر حاصل ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 28)

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالی فرماتا ہے۔

اَلتَّآئِبُوۡنَ الۡعٰبِدُوۡنَ الۡحٰمِدُوۡنَ السَّآئِحُوۡنَ الرّٰکِعُوۡنَ السّٰجِدُوۡنَ الۡاٰمِرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ النَّاہُوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ الۡحٰفِظُوۡنَ لِحُدُوۡدِ اللّٰہِ ؕ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝

(التوبہ:113)

توبہ کرنے والے ، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، (خدا کی راہ میں) سفر کرنے والے، (لِلّٰہ) رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم دینے والے، اور بُری باتوں سے روکنے والے، اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے، (سب سچے مومن ہیں) اور تُو مومنوں کو بشارت دے دے۔

فرمان خلیفہ وقت

وَسِّعۡ مَکَانَکَ کا الہام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ایک الہام کے بارے میں ہے کہ وَسِّعۡ مَکَانَکَ۔ یہ الہام آپؑ کو مختلف وقتوں میں ہوا۔ شروع میں اس وقت اللہ تعالیٰ نے وَسِّعۡ مَکَانَکَ کا الہام فرمایا جب آپؑ فرماتے ہیں کہ اس وقت شاید دو یا تین لوگ میری مجلس میں آیا کرتے تھے اور کوئی مجھے جانتا نہیں تھا۔
(ماخوذ از سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 73)
پھر مختلف وقتوں میں دوسرے الہامات کے ساتھ بھی وَسِّعۡ مَکَانَکَ کا الہام ہوتا رہا یعنی اپنی مکانیت کو وسیع کرو اور اس کے ساتھ جو دوسرے الہامات ہیں ان میں خوش خبریوں اور مختلف رنگ میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے ہونے کا بھی ذکر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جب اپنے انبیاء کو الہاماً کوئی حکم دیتا ہے کہ یہ کرو تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنی تائیدات اور نصرت بھی فرمائے گا اور وسائل کے سامان بھی پیدا فرمائے گا اور پھر اس طرح یہ تکمیل کو پہنچے گا اور یہی ہمارا تجربہ ہے۔ جماعت کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ کس شان سے اللہ تعالیٰ نے اس الہام کو پورا کیا اور ابھی بھی پورا فرماتا چلا جا رہا ہے۔"
(خطبہ جمعہ 12۔اپریل 2019ء)

اس شمارہ میں

(اداریہ) ہر راہ کو دیکھا ہے محبت کی نظر سے
جلسہ سالانہ کی صداقت
نظم۔روزنامہ الفضل
ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ
ہجری شمسی اور ماہ دسمبر
جلسہ کے اغراض و مقاصد
جلسہ اور پیشگوئیاں
قادیان کے مقدس مقامات
طلباء جامعہ احمدیہ یوکے کی نشست

اداریہ

ہر راہ کو دیکھا ہے محبت کی نظر سے

قادیان کی بستی سے احمدی کا ایک خاص تعلق اور جذباتی لگاؤ ہے۔جس کا اظہار اس کے قول و فعل سے قریباًسارا سال ہی جاری رہتا ہے۔ لیکن سانسوں کو مہکانے اور روحوں کو گرمانے کا مہینہ ماہ دسمبر جب قریب آنے لگتاہےتو قادیان کی مبارک بستی بہت یاد آتی ہے۔ کیونکہ اس بستی میں مامور زمانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ اسی جگہ آپ نے بچپن، اپنی جوانی اور بڑی عمر کا زمانہ گزارا۔ وفات کے بعد آپ کا مزار مبارک بھی یہیں ہے۔سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سانسیں، اس بستی کی فضاؤں اور ہواؤں کو معطر و مطہر کرتی رہیں۔آپ کی دعاؤں کے طفیل بنی نوع انسان نےاللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ہزار ہا معجزات، مبشرات، نشانات، خوشخبریاں اور پیشگوئیاں آپ کو اسی بستی میں عطا ہوئیں۔ جس کی یہ ارضِ مقدسہ آج بھی گواہ ہےاور یہ مقدس، تاریخی اور یادگاری مقامات اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں۔

جوں جوں یہ دن قریب آنے لگتے ہیں، ہم سب کے جذبات کی کیفیت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے، بالخصوص شاملین و عازمین جلسہ جب رختِ سفر باندھتے ہیں اور جوں جوں وہ قادیان کے قریب ہوتے ہیں تو ان کی سانسوں میں تیزی اور دل کی دھڑکنیں بلند ہونے لگتی ہیں اور جونہی پہلی نظر مینارۃ المسیح پر پڑتی ہےتو خاموش جذبات زبان پر آکر نعرہ ہائے تکبیر میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔تسبیح و تحمید کے الفاظ بے ساختہ بلند آواز سے ادا ہونے لگتے ہیں۔جسم میں ایک خاص قسم کی جذباتی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے۔ایسا کیوں نہ ہو، چونکہ یہ تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی قرب اور فدائیت کی وجہ سے محض وقتی نہیں ہوتا بلکہ اس بستی میں داخل ہو کرایک روحانی بجلی کی لہرجسم میں دوڑتی اور جذبات میں تلاطم پیدا ہوتا چلا جاتاہے کہ 12,10 , 15 دن گزارنے کے بعدواپس آکر بھی وہ کئی دنوں بلکہ کئی مہینوں تک قائم و دائم رہتا ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دور خلافت میں2005ء کو قادیان کا سفر اختیار فرمایااور کچھ دن یہاں قیام فرما کربرکتیں نچھاور کیں اور لندن واپس پہنچ کر آپ نے ایک خطبہ میں فرمایا۔

’’اس بستی میں پہنچ کر ایک عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ مینارۃ المسیح دور سے ہی ایک عجیب شان میں کھڑا نظر آتا ہے۔ بہشتی مقبرہ ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار ہے، دعا کر کے عجیب سکون ملتا ہے۔ سب جانے والے تجربہ رکھتے ہیں۔ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا........ قادیان کے سفر کے حالات تو ایک حال دل کی کہانی ہے جو سنائی نہیں جا سکتی۔ بہر حال مختصر یہ کہ اب تک میں نے جو دورے کئے ہیں ، سفر کئے ہیں، ان میں پہلا سفر ہے جس کی یاد ابھی تک بے چین کرتی ہے اور باقی ہے۔ عجیب نشہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بستی کا۔ اس سے زیادہ کہنا مشکل ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 20 جنوری 2006ء)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اعضاء تو ایک جیسے دے رکھے ہیں مگر ہر انسان کی استعدادیں، صلاحیتیں، سوچ و فکر مختلف رکھی ہے۔ وہ کسی چیز اور مقام کو اپنے انداز میں دیکھتا اوراس کے متعلق اپنی رائے قائم کرتا ہے۔جیسے ایک 10 سالہ بچے نے قادیان سے واپسی پر کہا کہ سردی بہت تھی مگر لگتی نہ تھی گویا ایک حرارت تھی، ایک روحانی لہر نے اس بچے کو قابو کر رکھا تھا جس کی وجہ سے اسے سردی نہ لگتی تھی۔ یہی کیفیت ہر چھوٹے بڑے کی ہوتی ہے۔شدید سردی اور رات کو دیر سے سونے کے باوجود دُور و نزدیک رہائشگاہوں سے علی الصبح بڑے شوق و جذبے سے مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ میں مقررہ وقت سے بہت پہلے شاملین جلسہ نماز تہجد پڑھنے کے لئے رواں دواں نظرآتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے جذبات، احساسات اور Feelingsمختلف ہوتی ہیں۔

ہم اس عظیم پیاری اور مبارک ہستی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درجات کی بلندی کے لئے اپنے اللہ کے حضور ہاتھ اٹھا سکیں گےجن کے آباؤ اجداد نے ایسے کٹھن وقت میں مقدس مقامات و شعار الٰہی کی حفاظت کی۔ ہم ان تمام وجودوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھ سکیں گے جنہوں نے اپنے اموال سے اس گلستان احمد کو سینچا ہے۔

یہ قادیان تو ایک بہت چھوٹی سی بستی تھی مگر بشارات ربّانی اور الٰہی خوشخبریوں کے ذریعہ اتنا پھیل چکی ہے کہ اس کا اب پیدل چل کر احاطہ کرنا انسانی حد بست سے باہر ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے کشف میں دیکھا تھا کہ

’’قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پَرے تک بازار نکل گئے۔ اونچی اونچی دو منزلی چو منزلی یا اس بھی زیادہ اونچے اونچے چبوتروں والی دکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں اور موٹے موٹے سیٹھ، بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہےبیٹھے ہیں اور ان کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں، روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اور قسمہاقسم کی دکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔یکے،بگھیاں، ٹم ٹم، فٹن، پالکیاں، گھوڑے، شکرمیں، پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہےاور راستہ بمشکل ملتا ہے‘‘

(تذکرہ صفحہ 343ایڈیشن چہارم)

بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بتایا تھاکہ مجھے دکھایاگیا ہے کہ’’یہ علاقہ اس قدر آباد ہو گا کہ دریائے بیاس تک آبادی پہنچ جائے گی‘‘حضرت مسیح موعودؑ نے اس پاک بستی میں اپنے لیل و نہار بسر کئے، اس دوران آپؑ نے اپنی زبان مبارک سے کئی باتیں بیان فرمائیں اور احکامات و خطبات اور خطابات ارشاد فرمائے۔21ویں صدی میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی روز افزوں ترقی کی وجہ سے ان سب باتوں کو برقی لہروں اور صوتی سگنلز کے ذریعہ محفوظ کیا جائے گااور ایک دن آئے گا جب ہم وہ خوبصورت اور پُر معارف باتیں اور ارشادات و ہدایات بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کی زبانی سُن سکیں گے۔جو آج اس متبرک بستی کی فضاؤں کا حصہ ہیں۔قادیان کی زیارت کرنے والوں کے ایمان میں اس بات کو سامنے رکھ کر بھی اضافہ ہو گا۔ان شا ءاللہ تعالیٰ

یہ وہ مقدس اور مبارک بستی ہے جس کی زمین کے ذرہ ذرہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک قدم چومے ہیں ۔انہی مٹی کے مبارک ذرّات پر قدم رکھنے، انہیں چھونے کے لئے احمدی کشاں کشاں قادیان کی طرف بڑھ رہے ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر فرد جماعت اس شعر کی عکاسی کر رہا ہوتا ہے۔ ؎

ہر راہ کو دیکھا ہے محبت کی نظر سے
شاید کہ وہ گزرے ہوں اسی راہ گزر سے

☆☆☆☆☆☆☆

سید شمشاد احمد ناصر۔امریکہ

جلسہ سالانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا چمکتا ہوا نشان

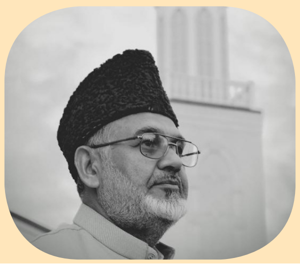

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام خدائی نوشتوں اور آنحضرت ﷺ کی پیش گوئیوں کے مطابق عین چودھویں صدی کے سر پر امت مسلمہ اور دیگر ادیان کی رہنمائی اور ان پر حقیقی رنگ میں صداقت اسلام اور صداقت قرآن ظاہر کرنے کے لئے مبعوث ہوئے۔قرآنی ارشاد کی روشنی میں یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (یٰسٓ:31) کے مطابق آپ کی مخالفت کی گئی اور آپ کے خلاف بھی کفر کے فتوے لگائے گئے آپ کو جھوٹا دجال کافر اور نہ جانے کن کن القابات دیئے گئے لیکن خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق اپنے فرستادوں کی نصرت اور مدد کرتا آیا ہے جیسا کہ فرمایا۔كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلہ:22) کہ میں اور میرے رسول ہمیشہ غالب آیا کرتے ہیں۔چنانچہ جب ہم کسی بھی جہت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کی صداقت کو پرکھتے ہیں تو ہر طرف سے روز روشن کی طرح یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

حضرت اقدس مسیح موعودؑ ہندوستان کے ایک چھوٹے سے قصبے قادیان میں پیدا ہوئے وہاں پلے بڑھے اور وہیں پر خدا تعالیٰ نے آپ کو اس زمانے کا امام اور مسیح مہدی بنا کر مبعوث فرمایا۔براہین احمدیہ حصہ چہارم میں درج ہے کہ 1884ء میں آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا يَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ يَاْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ یعنی تیرے پاس دور دراز سے لوگ آوینگے اور تیری امداد کے لئے تجھے دور دراز سے سامان پہنچیں گے حتیٰ کہ لوگوں کی امداد اور اموال و سامان کے آنے سے قادیان کے راستے گھس گھس کر گہرے ہو جائیں گے۔

حضرت مرزا بشیر احمدؓ اپنی کتاب سلسلہ احمدیہ میں ان الہامات کے بارے میں فرماتے ہیں۔

”یہ الہام اس وقت کا ہے جب کہ قادیان میں کسی کی آمدورفت نہیں تھی اور قادیان کے دور افتادہ گاؤں کی دنیا کی نظروں سے بالکل محجوب مستور تھا۔“ (سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 31)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

میں تھا غریب و بے کس و گمنام بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

مندرجہ بالا الہامات کے علاوہ بھی کچھ اور الہامات ہیں جن کا تذکرہ ناگزیر ہے کیونکہ مضمون کو سمجھنے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ کن حالات میں یہ الہامات ہوئے اور پھر کس طرح خدا تعالیٰ نے مدد فرمائی۔ چنانچہ 1880ء میں الہام ہوا۔

”خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہوجائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اُٹھاؤں گا اور اپنی طرف بُلا لوں گا پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اُٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلّت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے در پَے اور تیرے نابُود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دُوں گا۔“

(تذکرہ انگریزی صفحہ 179)

ان الہامات کو درج کرنے سے مطلب صرف یہ ہے کہ قارئین کو پتہ لگ جائے کہ کن حالات میں حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ کیا۔ اور اس وقت آپ کو کوئی جانتا نہ تھا۔ قادیان سے کوئی واقف نہ تھا نہ ہی کوئی ذرائع میسر تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس وقت فرمادیا تھا کہ دور دور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے تیرا نام اور عزت دنیا کے کناروں تک پہنچے گی لوگوں کے دلوں میں تیری محبت ڈالی جائے گی اور دشمن اپنے سارے منصوبوں میں ہمیشہ ناکام و نامراد رہیں گے اور یہی آپ کی صداقت کا ثبوت ہوگا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جب سلسلہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی ۔تو اس کا مقصد یہ بیان فرمایا کہ

”تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت پیدا ہوجائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 302)

ایک اور جگہ اپنی آمد کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”میں بھیجا گیاہوں تا کہ میں آنحضرت ﷺ کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 9 ایڈیشن 2010ء قادیان)

جلسہ سالانہ کی بنیاد

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں بار بار اپنے آنے کے مقاصد بشرح و تفصیل بیان کئے ہیں اور جب تک کوئی شخص ماننے والا آپ کی صحبت میں آکر نہ رہے تو وہ مقاصد پورے نہیں ہو سکتے کیونکہ قرآن کریم نے یہی فارمولا بیان فرمایا ہے کہ اگر تزکیہ نفس چاہتے ہو تو صحبت صالحین اختیار کرو۔ کونوا مع الصادقین سے ہی انسان فائدہ اٹھا سکتا ہے چنانچہ اس غرض کے لیے بانی سلسلہ احمدیہ نے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی اور اپنے ایک اشتہار میں احباب کو جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی یوں ترغیب اور تحریص دلائی آپؑ فرماتے ہیں۔

”لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں......حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعاؤں میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں......اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلادقّت سرمایہ سفر میسر آجائے گا۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 303)

7 سمبر 1892ء کے اشتہار میں حضرت مسیح موعود جلسہ کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ

”اس جلسہ کے اغراض میں بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقع ملے......ان کی معرفت ترقی پذیر ہو...... ماسوا اس کے جلسہ میں یہ ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے لئے طیار ہو رہے ہیں...... سو بھائیو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت طیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص340)

حضرت مسیح موعودؑ نے مندرجہ بالا اشتہار 7دسمبر 1892ء میں دیا۔ لیکن ہمیشہ کی طرح مخالفین کی آنکھوں میں یہ تیر کی طرح کھٹکا۔ اور انہوں نے اس بارہ میں فتویٰ دیا کہ ”ایسے جلسہ پر جانا بدعت بلکہ معصیت ہے اور ایسے جلسوں کا تجویز کرنا محدثات میں سے ہے جس کے لئے کتاب اور سنت میں کوئی شہادت نہیں اور جو

شخص اسلام میں ایسا امر پیدا کرے وہ مردود ہے۔" چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے ان فتاویٰ یا غلط بیانیوں یا علماء کی کذب بیانیوں پر ایک اور اشتہار شائع فرما کر ان کا رد فرمایا اور قرآن و حدیث سے بطلان ثابت کیا ۔آپ نے فرمایا کہ جلسہ سالانہ میں شامل ہونا بہت ثواب کا موجب، طلبِ علم کا موجب، محبت اللہ کا موجب، روحانیت بڑھانے کا موجب، ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اخوت و محبت بڑھانے کا موجب اور سب سے بڑھ کر یہ نماز تہجد، پانچ نمازیں اور اس زمانہ میں خداتعالیٰ کے خلیفہ کی صحبت میسر آتی ہے جس سے کو نوا مع الصادقین ہو کر انسان کا تزکیہ نفس ہوتا ہے ۔ اور یہی جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد ہیں جو حضور ؑ نے بیان فرمائے ہیں۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جو جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی اورآپ کے حکم کی تعمیل میں جو جلسہ ہوا اس کی کچھ ایمان افروز پیش کی جاتی ہیں۔

پہلا جلسہ سالانہ اور اس کے بعد ترقیات کا آغاز

حضرت مرزا بشیر احمدؓ اپنی کتاب سلسلہ احمدیہ میں جماعت احمدیہ کے پہلے جلسہ سالانہ کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں۔

"سلسلہ احمدیہ کے مرکز قادیان میں جماعت احمدیہ کا ایک سالانہ اجتماع دسمبر کے آخری ہفتہ میں ہوا کرتا ہے۔ اس کا آغاز 1891ء میں ہوا تھا جبکہ اس میں 75اصحاب شریک ہوئے ۔مگر اس اجتماع کا باقاعدہ اجراء 1892ء میں ہوا جب کہ جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ میں 327اصحاب شریک ہوئے ۔ اس کے بعد یہ جلسہ سوائے ایک دو ناغوں کے ہر سال جاری رہا اور اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد سال بسال بڑھتی گئی حتیٰ کہ آجکل جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والوں کی تعداد پچیس تیس ہزار کے قریب ہوتی ہے(یہ بات 1939ء کی ہے ناقل) جو ملک کے مختلف حصوں سے آتے ہیں۔ اس سے جماعت کی نسبتی ترقی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہ جلسہ مذہبی عبادت کا رنگ نہیں رکھتا مگر اس نے جماعت کی تبلیغی اور تربیتی اور تنظیمی اغراض کے پورا کرنے میں بہت بھاری حصہ لیا ہے۔ اس سالانہ اجتماع میں بعض غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب بھی شریک ہوتے ہیں جو عموماً بہت اچھا اثر لے کر جاتے ہیں۔"

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 44)

اس سے ظاہر ہے کہ 1891ء میں ہندوستان کی کروڑوں کی آبادی میں سے صرف 75 افراد کو یہ توفیق ملی کہ وہ حضرت بانی سلسلہ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ سے روحانی فیض حاصل کریں اور مخالف لوگوں نے اس جلسہ کے بعد اپنی مہم تیز تر کردی اور مشکل حالات پیدا کر دیئے کہ کس طرح بھی یہ جلسہ آئندہ نہ ہوسکے اور ادھر جلسہ کے انعقاد کے لئے جس قدر وسیع اخراجات کی ضرورت تھی وہ بھی اس وقت مالی حالات کی وجہ سے ممکن نہ تھا۔ تاریخ احمدیت سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ 1956ء کے جلسہ سالانہ میں 60ہزار سے زائد افراد شامل ہوئے تھے۔ کیا یہ صداقت مسیح موعود کا منہ بولتا ثبوت نہیں کہ ہر طرف مخالفت کا طوفان ۔ کوئی بھی ایسی بات سامنے نہیں آتی کہ جس سے جلسوں کا انعقاد ممکن ہو سکتا تھا ۔ نہ اقتصادی لحاظ سے نہ مالی لحاظ سے ، نہ عددی لحاظ سے ۔ مگر 75 سے شروع ہونے والا یہ قافلہ 1956ء میں 60 ہزار کی تعداد تک جا پہنچا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ کے بارے میں جو اشتہار دیا تھا کہ اس میں حقائق ومعارف سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں چنانچہ اس صداقت کی گواہی ہر جلسہ کے موقع پر ہوتی جارہی ہے ایک غیر از جماعت نے حضرت مصلح موعودؓ کی جلسہ کی تقریر سن کر یہ لکھا۔

"جس وقت میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کو سٹیج پر تقریر کرتے سنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بحر ذخار ہے جس میں سے موتی و گہر ابل ابل کر نکل رہے ہیں جناب کی تقریردلپذیر کچھ ایسی مضبوط اور جامع تھی کہ اس کا ہر پہلو ایک بڑے سے بڑے پر مغز لیکچرار کو بھی کوئیں جھکا رہا تھا صاف اور سادی اتنی کے ہر جاہل اور عالم اس سے مستفید ہورہا ہے کہا جاتا ہے کہ دوران تقریر میں احمدی محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر کم لیکن مرزا صاحب کا ذکر بہت کرتے ہیں مگر اس کے خلیفہ کی یہ حالت تھی کہ نبی کریم ﷺ کا نام پاک آتا وہ مجسمہ رقت بن جاتا اور جہاں حضرت مرزا صاحب کا نام لینا ہوتا تو وہاں رسول کریم ﷺ کے غلام سے موسوم کیا جاتا تقریر قصہ کہانیاں نہیں بلکہ وہ مفید عالم باتیں تھیں جن پر واقعی آج اسلام کی زندگی کا سوال ہے پھر معارف القرآن وہ جن سے روح زندہ ہو۔"

(روزنامہ الفضل 24 دسمبر 1956ء)

خاکسار کو 1966ء کے جلسہ سالانہ ربوہ میں شامل ہونے اور خود دیکھنے کا موقع میسر آیا تھا اتنا بڑا اجتماع اس سے قبل نہ دیکھا تھا اب یہ جلسہ ہزاروں کی تعداد سے نکل کر لاکھوں تک پہنچ چکا تھا پھر یہی نہیں بلکہ پاکستان اور ہندوستان کے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک سے بھی لوگ اس میں شامل ہونے کے لئے آنے شروع ہوگئے تھے ایک جلسہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے غیر ملکی مہمانوں اور نمائندگان کو سٹیج پر کھڑا کرکے فرمایا تھا کہ ان کے دلوں سے کون لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کو مٹا سکتا ہے۔

یَاۡتُوۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں دلچسپ واقعہ ہوا ۔ وہ واقعہ یوں ہے۔

ایک امریکن سیاح قادیان میں تشریف لائے اور اپنے ساتھ لاہور کے ایک پادری کو بھی لیتے آئے مسجد مبارک کے نیچے جہاں دفتر محاسب ہے انہیں ملاقات کا موقع دیا گیا حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کو بھی بلوایا مولوی علی صاحب بھاگلپوری ترجمان مقرر ہوئے باتیں کرتے کرتے امریکن سیاح نے نشان مانگا حضور نے فرمایا کہ تم خود نشان ہو اور خدا تعالیٰ کے الہام یَاۡتُوۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ کی زندہ تصویرہو ورنہ اس چھوٹے سے گاؤں میں آنے کی کیا ضرورت تھی؟

سیاح مذکور نے کہا میں تو عقیدت مندانہ رنگ میں نہیں آیا حضورؑ نے فرمایا کہ الہام میں عقیدت مندانہ کا فقرہ موجود نہیں الہام میں تو صرف یہ بیان ہوا ہے کہ لوگ دور دور سے آئیں گے چنانچہ آنے والوں میں سے ایک آپ بھی ہیں اور اپنی ذات میں سے اس پیشگوئی کو لفظ بلفظ پورا کر رہے ہیں اور اس کو نشان کہتے ہیں۔ (رجسٹر روایات صحابہؓ)

حضرت مفتی محمد صادقؓ ذکرِ حبیب میں لکھتے ہیں۔

"امریکہ میں ایک لیڈی مس روز تھی جس کے مضامین اس ملک کے بعض اخباروں میں اکثر چھپا کرتے تھے میں نے اس کے ساتھ تبلیغی خط و کتابت شروع کی اور اس کے خط جب آتے تھے میں عموماً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ترجمہ کرکے سنایا کرتا تھا اور ہماری مجلسوں میں اسے مس گلابو کہا جاتا تھا ایک دفعہ مس گلابو نے اپنے خط کے اندر پھولوں کی پتیاں رکھ دیں حضرت صاحبؑ نے انہیں دیکھ کر فرمایا یہ پھول محفوظ رکھو کیونکہ یہ بھی یا تو ن من کل فج عمیق کی پیش گوئی کو پورا کرنے والے ہیں۔"

(ذکر حبیب از مفتی محمد صادق صاحب صفحہ 98-99)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے وقت 1983ء کے جلسہ سالانہ ربوہ میں ایک محتاط اندازے کے مطابق حاضری دو لاکھ پچھتر ہزار سے متجاوز تھی ۔ قارئین کرام! آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ جلسہ جو صرف 75 نفوس سے شروع ہوا آج اسکی شاخیں قادیان اور ربوہ سے نکل کر تمام دنیا میں پھیل گئی ہیں 75 نفوس سے دو لاکھ 75 ہزار تک پہنچ گئی پھر حکومت کی طرف سے جلسہ کی اجازت نہ ملنے کی وجہ سے اس کے بعد سے ربوہ میں آج تک جلسہ منعقد نہیں ہو سکا خدا تعالیٰ کے فضل سے قادیان میں جلسہ جاری ہے اور اس کے علاوہ اب دنیا کے قریباً ہر ملک میں جلسہ منعقد ہو رہا ہے کیا امریکہ، کیا ہندوستان، کیا بنگلہ دیش، مغربی افریقہ کے ممالک، مشرقی افریقہ کے ممالک، آسٹریلیا، فجی، آئرلینڈ، ماریشس، جاپان، فن لینڈ، برطانیہ، جرمنی، ڈنمارک، مغربی ممالک، مشرق اوسط کے ممالک اور کینیڈا وغیرہ ممالک میں بڑی باقاعدگی کے ساتھ ہر سال اپنے حالات کے مطابق جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے ۔

کیا یہ حضرت اقدس مسیح موعود ؑ بانی سلسلہ کی صداقت کا نشان نہیں ؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو اس کو بدعت سمجھتے تھے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانا چاہتے تھے اور کہتے تھے کہ احمدیت کا نام ونشان مٹ جائے گا ۔

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کے کھانے کے دن

2008ء میں جب خلافت احمدیہ کی سوسالہ جوبلی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ منائی گئی تو ہمارے پیارے اور محبوب امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ دیگر ممالک کے جلسوں میں شمولیت کے لیے بنفس نفیس تشریف لے گئے ان میں سے ایک ملک گھانا مغربی افریقہ تھا وہاں جلسہ میں ایک لاکھ سے زائد کا مجمع تھا خاکسار عینی شاہد ہے کیونکہ اس عاجز کو بھی اس جلسہ میں امریکہ کے نمائندہ کی حیثیت سے شمولیت کی توفیق ملی تھی۔ جماعت امریکہ کی طرف سے ایک وفد بھی اس جلسہ میں شامل ہوا تھا۔

جیسا کہ خاکسار نے لکھا ہے کہ جلسہ سالانہ صداقت مسیح موعودؑ کا ایک چمکتا ہوا نشان ہے اس وقت برطانیہ میں خلافت احمدیہ کی موجودگی کی وجہ سے جلسہ مرکزی حیثیت اختیار کر چکا ہے اس سے قبل یہاں بھی چند سو اس جلسہ میں حاضر ہوتے تھے لیکن 2019ء میں برطانیہ کے جلسہ سالانہ کی حاضری 39ہزار829 جس میں 115 ممالک کی نمائندگی ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام یہ تھا۔ ”میں تجھے دنیا کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا“ پھر آپ کو ایک الہام انگریزی میں یہ بھی ہوا تھا I shall give you a large party of Islam ایک وقت تھا کہ جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لیے پیسے بھی نہ تھے۔ آج یہ وقت ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر ملک میں جلسہ سالانہ کے وقت لاکھوں ڈالر اور لاکھوں پاؤنڈ خرچ کیے جارہے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ صداقت کا نشان نہیں ہے؟

2019ء کے دو جلسوں میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شامل ہوئے اور آپ نے اپنے خطبات میں ان جلسوں پر حاضر ہونے والے غیرازجماعت احباب کے تاثرات بیان فرمائے جو کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کا نشان ہے ۔ حضور نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 12 جولائی 2019ء میں جرمنی کے جلسہ میں شمولیت کے بعد فرمایا۔

”جلسہ میں شامل ہونے والے سینکڑوں غیراز جماعت اور غیر مسلم مہمانوں نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ ایک غیر معمولی ماحول اور اثر دیکھنے میں آیا ہے اپنے تو اظہار کرتے ہی ہیں لیکن کس طرح تمام کارکن، بچے، بچیاں تک کام کرتے ہیں اور کس طرح اتنی بڑی تعداد میں لوگ بغیر کسی جھگڑے اور فساد کے رہتے ہیں یہ غیروں کے نزدیک ایک عجیب غیرمعمولی چیز ہے بلکہ بعض نے تو یہ اظہار کیا ہے کہ یہ ایک معجزہ ہے ۔ پس ہمارا جلسہ علاوہ ہماری اپنی تربیت کے تبلیغ کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ بنتا ہے۔“

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسٰی پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانے کے دن

اور یہ کہ

اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا
اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے کئے گئے وعدے پورے فرمائے قوموں نے برکت حاصل کی ۔ اور کررہی ہیں۔ جلسہ سالانہ کی جو بنیاد آپ نے ڈالی تھی وہ قادیان کی بستی سے نکل اب ساری دنیا میں پھیل چکی ہے جس کی مختصر جھلک خاکسار نے اس مضمون میں لکھی ہے ۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

اور یہ کہ

مسیح وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

آخر پر میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے یہ اقتباس رکھتا ہوں آپ فرماتے ہیں۔

”میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پتلی کی طرح اس مُشتِ خاک کو کھڑا کردیاہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں“

(ازالہ اوہام،روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

****

جلسہ کے موقع پر مہمان نوازی کا حق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ 3دسمبر1926ء کو جلسہ کی تیاری کے سلسلہ میں احباب قادیان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

”جہاں تک ہو سکے مہمانوں کی خاطر جو اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے گھروں کو اپنے آراموں کو چھوڑنے والے ہیں اپنے گھروں کو وسیع کردو۔ اینٹوں کے ساتھ نہیں بلکہ دلوں کے ساتھ۔ مکان صرف اینٹوں ہی کے ساتھ وسیع نہیں ہوتے بلکہ دلوں کی وسعت کے ساتھ وسیع ہوتے ہیں۔ دل اگر تنگ ہو تو کھلے سے کھلا مکان تنگ ہوجائے گا۔ اور دل اگر وسیع ہو تو تنگ مکان بھی وسیع معلوم ہوگا۔ تو اپنے مکانوں کو کھلا کردو اور دل کے کھلا کرنے کے ساتھ کھلا کرو۔ دنیا کا تمام کارخانہ تعاون کے ساتھ چل رہا ہے۔ اگر تعاون نہ ہو تو تمام کارخانہ بگڑ جاتا ہے۔ اور تعاون کا بہترین ذریعہ آپس کے تعلقات ہیں جو جلسہ کی تقریب پر بھی پیدا ہوتے ہیں۔ جلسہ کے فوائد میں سے بہت بڑا فائدہ تعلقات کا پیدا ہونا ہے۔ ان کے ذریعہ سے تعاون اور ترقی کی صورتیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ گویا سال بھر کے لئے ترقی کا راستہ کھل جاتا ہے۔ جلسہ کی وجہ سے ہر سال نئے آدمیوں سے واقفیت ہوتی ہے اور تعلقات قائم ہوتے ہیں اور اس طرح سلسلہ کی ترقی کے لئے وہ مدد اور سہولتیں میسر ہوجاتی ہیں جو اس کے بغیر بہت سے خرچ کرنے سے بھی میسر نہیں ہوسکتیں۔ لوگ تو تعلقات قائم کرنے کے لئے خود سفر کرتے اور دوسروں کے پاس پہنچتے ہیں لیکن یہاں تو اللہ تعالیٰ خود ہمارے گھر پر لوگوں کو کھینچ کھینچ کر لاتا ہے۔ اور بیٹھے بٹھائے ہمیں دوستوں کے حالات سے واقفیت بہم پہنچتی ہے۔ اور تعلقات کے ذریعے ہمارے لئے کام کرنے کے رستے کھل جاتے ہیں اور کاموں میں سہولتیں پیدا ہوجاتی ہیں۔

تو اس خیال سے بھی دوست کوشش اور ہمت کے ساتھ مہمانوں کے لئے اپنی جگہیں پیش کریں اور یہ نہ ہو کہ جو کمرہ ضرورت استعمال سے زیادہ ہو وہ دے دیں بلکہ اس خیال سے کہ کم از کم ان کے لئے کتنی جگہ باقی رہ جاتی ہے اور زیادہ سے زیادہ کتنی جگہ مہمان کے لئے خالی ہوسکتی ہے۔ یہ نہ خیال کریں کہ کم از کم کتنا حصہ دے سکتے ہیں۔ بلکہ یہ خیال رکھیں کہ زیادہ سے زیادہ کتنا حصہ دے سکتے ہیں اور اپنے حصہ میں تھوڑی سے تھوڑی کتنی جگہ رکھ سکتے ہیں۔ اگر اس خیال اور اس روح کے ساتھ دوست کام کریں گے تو کوئی تنگی نہیں رہے گی اور تمام گھروں میں کافی گنجائش نکل سکتی ہے۔ اس صورت میں ہر سال زیادہ سے زیادہ آنے والے مہمان سما سکتے ہیں۔“

(خطبات محمود جلد 10 صفحہ 287-288)

روزنامہ الفضل

(صنعتِ توشیح جس میں تمام پہلے حروف ملا کر نام بنایا جاتا ہے)

ر۔ ر سے روز آنا ترا سو سال تک
اپنے ہاتھوں، مصلح موعود نے
ہیں تراشے تیرے خدوخال تک

و۔ و سے وارث اصولوں کا ہے تُو
بوستانِ فکرِ مہدی کا امیں
اور حُدی خواں اس کے پھولوں کا ہے تُو

ز۔ ز سے ہے زادِ سفر، علم و ادب
اک صدی سے راہِ حق پہ گامزن
ہے صلے کی نہ ستائش کی طلب

ن۔ ن سے نظمیں بھی ہیں غزلیں بھی ہیں
دینی موضوعات پر مضمون بھی
سائنس و طب کی نئی فصلیں بھی ہیں

ا۔ الف سے اللہ کا فضل خاص ہے
اک صدی سے پا پیادہ چل کے بھی
تازگی کا آج بھی احساس ہے

م۔ م سے محمود ہے بانی ترا
سو برس کے معرکۂ علم میں
کون سا اخبار ہے ثانی ترا

ہ۔ ہ سے ہرگز آندھیوں سے تو نہ ڈر
ہے لڑائی جس کی اندھیروں کے ساتھ
اس دیئے کو کیا ہواؤں کا خطر

ا۔ الف سے الفضل سو سالہ جواں
جابجا پاؤں میں چھالے ہیں مگر
سر اٹھائے اپنی منزل کو رواں

ل۔ ل سے لازم ہے سب اس کو پڑھیں
ہاتھ میں لے کر دلیل روشنی
ہم صراطِ صدق میں آگے بڑھیں

ف۔ ف سے فانوس محبت تیرا نام
افراتفری کے اٹے ماحول میں
امن و صلح و آشتی تیرا پیام

ض۔ ض سے ضائع نہ ہو گا وہ کبھی
ہر گھڑی اس عہد بے توقیر میں
فکر جس کو اپنے عملوں کی رہی

ل۔ ل سے لشکر لئے الفاظ کا
نظم لکھ کر صنعت توشیح میں
جشنِ صد سالہ میں آ شامل ہوا

عبدالکریم قدسی۔امریکہ

مرتبہ: مجید احمد بشیر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں

جلسہ سالانہ کی اہمیت، برکات اور اغراض و مقاصد

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جلسہ سالانہ کو شعائر اللہ میں شامل فرمایا ہے

علمی، دینی اور روحانی معیار کو بڑھانے کا ذریعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ہر ایک کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ مقررین اور علماء اتنا وقت لگا کر محنت کر کے جو مواد تیار کرتے ہیں اسے غور سے سنیں اور پھر یاد بھی رکھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر سننے والے مرد بھی اور عورتیں بھی ان تقاریر کا پچاس فیصد بھی یاد رکھیں تو اپنے علمی، دینی اور روحانی معیار کو کئی گنا بڑھا سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ سب کو متوجہ ہو کر تقریروں کو سننا چاہئے۔ فرمایا کہ ’’پورے غور اور فکر کے ساتھ سنو کیونکہ یہ معاملہ ایمان کا ہے۔ اس میں غفلت، سستی اور عدم توجہ بہت برُے نتیجے پیدا کرتی ہے۔ جو لوگ ایمان میں غفلت سے کام لیتے ہیں اور جب ان کو مخاطب کر کے کچھ بیان کیا جاوے تو غور سے اس کو نہیں سنتے ہیں ان کو بولنے والے کے بیان سے خواہ وہ کیسا ہی اعلیٰ درجہ کا مفید اور مؤثر کیوں نہ ہو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا‘‘۔ فرمایا ایسے ہی لوگوں کے متعلق کہا جاتا ہے ’’کہ وہ کان رکھتے ہیں مگر سنتے نہیں اور دل رکھتے ہیں پر سمجھتے نہیں۔ پس یاد رکھو کہ جو کچھ بیان کیا جاوے اسے توجہ اور بڑی غور سے سنو کیونکہ جو توجہ سے نہیں سنتا ہے وہ خواہ عرصہ دراز تک فائدہ رساں وجود کی صحبت میں رہے اسے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 142-143۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

خدا تعالیٰ کی رضا

’’یہ جلسے کے تین دن مہمانوں کو اس کوشش میں رہنا چاہئے کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے کس طرح سامان کرنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے یہ دن گزاریں۔ اس کی خیر مانگتے ہوئے گزاریں اور ہر شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہوئے یہ دن گزاریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی جگہ رہائش اختیار کرتے ہوئے یا عارضی پڑاؤ ڈالتے وقت یہ دعا مانگے کہ ’’میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اور ہر شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں‘‘ تو فرمایا کہ ایسے شخص کو اس رہائش کو چھوڑنے یا وہاں سے چلے جانے تک (اگر عارضی رہائش بھی ہے تو چلے جانے تک) کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔‘‘

(مسلم کتاب الذکر و الدعاء ... باب التعوذ من سوء القضاء... حدیث 2708)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 اگست 2016ء بر موقع جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ 2016ء)

جلسہ سالانہ کے مقاصد

’’اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں میں سے جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت میں آ کر ملے ایک یہ بھی ہے اور یہ بہت بڑا فضل اور انعام ہے جو ہمیں جلسہ سالانہ کی صورت میں مل رہا ہے تا کہ ہم اپنی روحانی اور اخلاقی اور علمی بہتری کے لیے کوشش کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور تقویٰ میں بڑھنے کے سامان کر سکیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے لئے اپنے دلوں کو صاف کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلسے کے قیام کے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کر سکیں۔ آپس میں رنجشوں اور دوریوں کو صلح اور قرب میں بدلنے کی کوشش کریں۔ اپنے آپ کو لغویات سے پاک کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تمام باتیں جلسے کے انعقاد کے مقصد میں بیان فرمائی ہیں۔

جلسہ کی کارروائی کے دوران بھی اور وقفوں میں بھی اور رات کو بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ یہ دعا مانگیں اور عہد کریں کہ اے خدا! ہم نیک نیت ہو کر تیرے مسیح کے جاری کردہ اس جلسے میں شامل ہوئے جو یقیناً تیری خاص تائیدات اور اذن سے جاری ہوا۔ اس میں تیری رضا کے حصول اور تیرے ذکر میں بڑھنے اور تیری محبت کے حصول کے لئے شامل ہوئے ہیں۔ اپنی ان تمام برکات سے ہمیں متمتع فرما جو تو نے اس جلسے سے وابستہ کی ہیں اور ہمارے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا فرما جو تُو چاہتا ہے اور جس کو قائم کرنے کے لئے تُو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو اس زمانے میں بھیجا ہے تا کہ ہم اس کی بیعت میں حقیقی رنگ میں شامل ہونے والے بن سکیں۔ پس جب ہم اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اور درود و استغفار کرتے ہوئے یہ دن گزاریں گے، اپنے دنوں کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کریں گے تو ہماری عبادتوں کے معیار بھی بلند ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا کرنے والے بھی بنیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ان جلسوں کا ایک مقصد یہ بھی بیان فرمایا تھا کہ جماعت کے افراد کا آپس کا تودّد و تعارف بڑھے۔ (ماخوذ از آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 352) پس جہاں نئے آنے والوں سے احمدیت کے رشتے کی وجہ سے محبت اور تعارف کا رشتہ قائم ہو گا وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ پرانے رشتوں میں مزید محبت پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے بے انتہا نوازتا ہے جو اپنے بھائی سے خدا تعالیٰ کی خاطر محبت کرتا ہے۔

شعائر اللہ

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جلسہ سالانہ کو بھی شعائر اللہ میں شامل فرمایا ہے تو جو لوگ شعائر اللہ کے تقدس کو نقصان پہنچاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے نیچے آتے ہیں۔ (ماخوذ از افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ 1931ء، انوار العلوم جلد 12 صفحہ 389) پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ جن کی ناراضگیاں ہیں ان کو چاہئے کہ فوراً ایک دوسرے کے لئے صلح کا ہاتھ بڑھائیں اور اب ایسا ماحول پیدا کریں جہاں اناؤں کے خولوں میں بند ہونے کے بجائے اور اس کی آگ میں جلنے اور حسد کی آگ میں جلنے کی بجائے سلامتی اور صلح کا خوبصورت ماحول پیدا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔‘‘

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 جولائی 2019ء بمقام کالسروئے، جرمنی)

جلسے پر آنے کا ایک مقصد اپنی روحانی حالت کو بہتر سے بہتر کرنا ہے۔

فرماتے ہیں:

’’یہاں جو لوگ آئے ہیں وہ خالصۃً للہ آئے ہیں اور اسی سوچ کے ساتھ آنا چاہئے۔ ان کے آنے کاایک للّٰہی مقصد ہے۔ دینی اور علمی اور روحانی پیاس کو بجھانے کے لئے آئے ہیں یا اس کے حصول کے لئے آئے ہیں اور یہ مقصد جیسا کہ میں نے کہا یہی ہونا چاہئے۔ تو پھر آپس کے تعلقات کو بھی ہر ایک کو بہتر کرنا چاہئے اور رنجشوں اور نفرتوں کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جلسے میں آ کر اس مقصد کو پورا کرنے کی بھی کوشش ہونی چاہیے کہ ’’دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے۔‘‘

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351)

پس اس محبت کے حصول کے لئے جلسے کے پروگرام میں خاص طور پر شامل ہوں اسے سنیں، غور کریں۔ جلسے کے دوران بھی اور چلتے پھرتے بھی ذکرِ الٰہی کرتے رہیں اور نماز باجماعت خاص فکر اور توجہ سے ادا کریں اور نوافل اور تہجد پڑھنے کی طرف بھی توجہ دیں۔ خاص طور پر جن کا یہاں قیام ہے وہ اس ماحول کو پاکیزہ تر کرنے کی کوشش کرتے چلے جائیں۔ اپنی حالتوں میں بہتری پیدا کرنے کی کوشش کریں اور جو صبح سے لے کر شام تک آتے ہیں ان کا بھی فرض ہے کہ اس مقصد کو پورا کرنے والے بنیں جو جلسے کا مقصد ہے اور وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس کے لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں بڑھائی جائے۔ اور یہ بہت بڑا کام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمارے سپرد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی محبت ہمارے دلوں پر غالب آ جائے۔ اگر جلسے میں شامل ہونے والے اس مقصد کو سامنے رکھ کر اس کے حصول کی بھرپور کوشش کریں گے تو سمجھیں آپ نے اپنے مقصد کو پا لیا، جلسے میں آنے کا مقصد پورا ہو گیا اور پھر رہائش اور کھانا تو ضمنی چیزیں بن جائیں گی۔ اصل مقصد یہ ہو گا کہ ہم نے اپنی روحانی حالت کو بہتر سے بہتر کرنا ہے، اس کو ترقی دینی ہے۔ اگر یہ حاصل ہو گیا تو جیسا کہ میں نے کہا جلسے

پر آنے کے مقصد کو پا لیا۔

(خطبہ جمعہ مورخہ 2 اگست 2019ء یوکے)

ٹریننگ کیمپ

''عقل مندی کا تقاضا تو یہی ہے کہ ان تین دنوں کو ایک ٹریننگ کیمپ کے طور پر سمجھا جائے اور ہماری عملی حالتوں میں جو کمیاں ہو گئی ہیں اور ہو جاتی ہیں جب انسان ایک ماحول سے باہر نکلتا ہے تو انہیں دور کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ جلسے کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آ جانا چاہئے'' اور فرمایا ''اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لیے ضروری ہیں۔''

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351-352)

جلسے کا مقصد ایمان اور یقین میں ترقی

''پس جلسے کا مقصد ایمان اور یقین میں ترقی ہے، معرفت میں بڑھنا ہے۔ آپؑ نے ایک موقع پر یہ بھی فرمایا کہ یہ دنیاوی میلوں کی طرح کا میلہ نہیں ہے۔ (ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395) کہ ہم اکٹھے ہو گئے اور شور و غل کر دیا اور جمع ہو گئے اور اپنی تعداد ظاہر کر دی۔ یہ تو مقصد نہیں ہے۔ پس جلسے پر آنے والے ہر شخص کو، مرد کو بھی، عورت کو بھی، جوان کو بھی، بوڑھے کو بھی اس طرف توجہ رکھنی چاہئے کہ اس کا ایمان اور یقین اور معرفت بڑھے تا کہ خدا اور اس کے رسول کی محبت میں اضافہ ہو۔''

(خطبہ جمعہ 27 ستمبر 2019ء ، بمقام جلسہ گاہ نن سپیٹ ۔ہالینڈ)

جلسہ سالانہ کے انعقاد کی اغراض

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسے کے انعقاد کی جو اغراض ہمارے سامنے پیش فرمائی ہیں اگر ہم ان کو سامنے رکھ کر اپنے جائزے لیں تو نہ صرف ان تین دنوں کے مقصد کو پورا کرنے والے بن جائیں گے اور جلسے میں شامل ہونے والوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو دعائیں ہیں ان کے حاصل کرنے والے بن جائیں گے اور پھر ان کو مستقل اپنی زندگیوں کا حصہ بنا کر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بن جائیں گے اور نہ صرف اپنی حالتوں بلکہ ہماری نیک اعمال کے حصول کے لئے کوشش اور اس پر عمل ہماری آئندہ نسلوں کے دین پر قائم رہنے اور خدا تعالیٰ کے قریب کرنے والے بنا کر انہیں بھی خدا تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بنا دیں گے۔ جہاں دنیا خدا تعالیٰ اور دین سے دور جا رہی ہے ہماری نسلیں خدا تعالیٰ کے قریب ہونے والی ہوں گی اور دنیا کو خدا تعالیٰ کے قریب لانے کا باعث بن رہی ہوں گی۔''

(خطبہ جمعہ 4 اکتوبر 2019ء ، بمقام جلسہ گاہ فرانس۔تغی شاتو)

سب سے بڑا مقصد

ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت احمدیہ کے جلسوں کے خاص مقاصد ہوتے ہیں اور سب سے بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کرنا ہے۔ اس کے احکامات پر عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا کرنا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے یہ دن آپ لوگ دعاؤں اور عبادتوں میں گزارنے کی کوشش کریں۔ اگر یہ مقصد آپ نے حاصل کر لیا اور پھر اسے اپنی زندگیوں کا ہمیشہ اور دائمی حصہ بنانے کی کوشش کی تو سمجھیں آپ کا اس جلسہ میں شمولیت کا مقصد پورا ہو گیا۔ پس ان دنوں میں خاص طور پر اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور ان تین دنوں میں آپ خود بھی اور آپ کے عزیزوں اور دوستوں کو بھی یہ احساس ہو کہ واقعی آپ نے اپنے اندر نمایاں تبدیلی پیدا کی ہے۔ اگر یہ تبدیلیاں پیدا نہیں ہو رہیں، آپ کے نیکی اور تقویٰ کے معیار نہیں بڑھ رہے تو پھر اس جلسے میں شمولیت بے فائدہ ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑا واضح طور پر فرما دیا ہے کہ یہ کوئی دنیاوی میلہ نہیں ہے جہاں لوگ جمع ہوں اور آپس میں کھلیں ملیں۔ شور شرابہ ہو، نعرے بازی ہو اور بس۔ ایک سال جب آپؑ نے محسوس کیا کہ لوگ اس مقصد کو پورا نہیں کر رہے تو آپؑ نے جلسہ بھی منعقد نہیں فرمایا تھا۔

(خطبہ جمعہ مورخہ 2دسمبر 2005ء بمقام ماریشس)

''تقویٰ میں بڑھنے سے اللہ تعالیٰ کا لطف و احسان ظاہر ہوگا جس کا ایک ذریعہ حقوق اللہ کی ادائیگی ہے اور یہ حق عبادتوں اور ذکر الٰہی سے حاصل ہوگا۔

اس نکتے کو حضرت مصلح موعودؓ نے جلسہ کی مناسبت سے یوں بیان فرمایا تھا کہ کیونکہ یہ جلسہ شعائر اللہ میں سے ہے اور اس میں شامل ہونے کا مقصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روحانیت میں ترقی کا حصول بتایا ہے جس کا ایک بہت بڑا ذریعہ عبادات و ذکر الٰہی ہے۔''

ایم ٹی اے سے استفادہ کی تلقین

''یہ جو آپؑ نے فرمایا کہ بار بار کی ملاقاتوں سے ایسی تبدیلی پیدا کریں ۔ یہ کس کی ملاقاتیں ہیں ۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ملاقاتیں ہیں ...خلیفۂ وقت آپ سے کچھ کہتا ہے تو وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نمائندگی میں ہی کہتا ہے۔ خلافت کے جاری رہنے اور اس کے ساتھ منسلک ہو کر آپ علیہ السلام کی برکات کا تسلسل قائم رہنے کی خوشخبری بھی تو اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی دی تھی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ ان برکات کے یعنی خلافت کی برکات کے جاری رہنے کا وعدہ تمہاری نسبت ہے۔ پس اس لحاظ سے آج میں اس موقع سے اس مضمون سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ایم ٹی اے سے سننے کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں ۔''

''پاکستان میں جلسوں پر پابندی ہے۔ وہاں کے لوگ اس لحاظ سے محرومی کا شکار ہیں تو ایم ٹی اے پر کم از کم باقاعدگی سے خطبات ہی سنا کریں ، دیکھا کریں ، جلسے دیکھا کریں اور پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں ۔ یہ بھی تو ایک ذریعہ اللہ تعالیٰ نے کچھ حد تک اس محرومی کا مداوا کرنے کے لئے پھر کھول دیا۔ جلسوں کے پروگرام کو ایم ٹی اے پر دیکھ اور سن کر ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں تو ساٹھ ستر فیصد تو تشنگی دُور ہو سکتی ہے اور اگر چاہیں تو پاک تبدیلی تو پھر سو فیصد پیدا ہو سکتی ہے۔''

(خطبہ جمعہ مورخہ 14 ستمبر 2018ء بمقام Dilbeek برسلز، بیلجیم)

******

سورۃ فاتحہ
جلسہ سالانہ کا بہترین افتتاحیہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جلسہ سالانہ 1932ء کا افتتاح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بہترین افتتاحیہ تو وہی ہے جس سے خداتعالیٰ نے اپنے کلام کو شروع کیا اور جس کا نام خود اس نے سورۃ فاتحہ رکھا۔ اس سے بہتر کوئی افتتاحی کلام نہیں ہو سکتا اور اس سے بہتر کوئی جامع دعا نہیں ہوسکتی۔اس کے مطالب اتنے وسیع اور اس کے اندر مخفی اسرار اتنے لاتعداد ہیں کہ انسانی ذہن ان کا اندازہ ہی نہیں کر سکتا۔ وہ ابدالآباد تک کی ترقیات جو بہتر سے بہتر انسان کے لئے نبیوں کے لئے ہی نہیں بلکہ نبیوں کے سردار کے لئے مقرر ہیں وہ بھی اس سورۃ فاتحہ کے اندر آ جاتی ہیں کیونکہ انسانی سلوک کے انتہائی منازل اور ان کے متعلق ضروری ہدایات ساری کی ساری ان مختصر سی سات آیات میں اللہ تعالیٰ نے رکھ دی ہیں۔ پس سورہ فاتحہ کو میں اس جلسہ کے افتتاح کے لئے پڑھتا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ افتتاحیہ جو اس کی طرف سے عطا ہوا ہے اس کے اندر جو ضروری ہدایات ہمارے متعلق ہیں ان کو پورا کرنے کی ہمیں توفیق دے.........

آپ لوگوں میں سے کوئی فرد یہ خیال نہ کرے کہ یہاں آنا معمولی بات ہے اور یہ مجلس دنیا کی مجالس کی طرح معمولی مجلس ہے۔کیونکہ یہ خیال کرنے والا شخص خداتعالیٰ کے وعدوں پر ایمان نہیں رکھتا اور وہ مومن نہیں ہو سکتا جو یہ یقین نہ رکھے کہ ہم یہاں نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔یاد رکھو تم وہ بیج ہو جس سے ایسا عظیم الشان درخت اُگنے والا ہے جس کے سایہ میں تمام دنیا آرام پائے گی۔ تمہارے قلوب وہ زمین ہیں جس سے خدا تعالیٰ کی مغفرت کا پودا پھوٹنے والا ہے۔ اگر دنیا یہ بات نہیں دیکھ سکتی تو وہ اندھی ہے۔ اور اگر خدا کے وعدوں کو نہیں سنتی تو وہ بہری ہے۔ مگر تم نے خداتعالیٰ کے وعدوں کو سنا اور ان کو پورا ہوتے دیکھا۔ تم میں سے ہر فرد جس نے خدا کے مسیح کے ہاتھ پربیعت کی خواہ براہِ راست کی، خواہ خلفاء کے ذریعہ۔ وہ آدم ہے جس سے آئندہ نسلیں چلیں گی۔ تم خدا کی وہ خاص زمین ہو جس پر اس کی رحمت کی بارش برسے گی۔ تمہیں خداتعالیٰ وہ درخت بنائے گا جس کے ساتھ ہر سعید بیٹھے گا اور جو تم کو چھوڑے گا وہ نہ دنیا میں آرام پائے گا نہ آخرت میں۔''

(انوار العلوم۔ جلد 12 صفحہ 545تا548)

فرخ شاد

ہجری شمسی کیلنڈر کے اعتبار سے ماہِ دسمبر۔ماہِ فتح مکہ

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ماہ دسمبر کو ہجری شمسی کیلنڈر میں فتح کا نام دیا کیونکہ فتح مکہ نے اسلامی تاریخ میں انمٹ نقوش ماہ دسمبر میں رقم کئے اور آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی سیرت کے شان کریمانہ کے بعض ایسے پہلو عام ہوئے جو اس سے قبل یا تو دیکھے نہ گئے تھے یا بہت کم جلوہ گر ہوئے تھے اور اس موقع پر ایسی روشن رنگ میں وا ہوئے کہ انبیاء کی سیرت کے کہکشاں پر سب سے بلند و اعلیٰ چمکنے لگے اور کوئی نبی اور رسول آپ کے عالی مقام کو نہ چھو سکا۔

حدیبیہ کی صلح کو قریباً پونے دو سال گزر رہے تھے کہ قریش مکہ نے مسلمانوں کی ترقی سے حسد کرتے ہوئے مسلمانوں کے حلیف قبیلہ خزاعہ پر قریش مکہ کے حلیف قبیلہ بنو بکر نے حملہ کر دیا۔ رؤسائے مکہ نے بنو بکر کو روکنے کی بجائے در پردہ ان کی نہ صرف حمایت کی بلکہ مدد بھی کی۔ چنانچہ خزاعہ کا ایک وفد بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور تمام حالات عرض کئے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا ایک قاصد قریش کے پاس بھیجا کہ آپ نے صلح حدیبیہ کی شرائط کی پابندی نہیں کی لہٰذا درج ذیل تین شرائط میں سے ایک شرط منظور کریں۔

1۔خون بہا ادا کریں۔

2۔بنو بکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔

3۔یا معاہدہ حدیبیہ کے ٹوٹ جانے کا اعلان کریں۔

قریش نے تیسری شرط پر حامی بھری۔ مگر جلد وہ اس کے نقصانات بھانپ گئے اور ایک وفد آنحضور ﷺ کی خدمت میں معاہدہ کی تجدید کی غرض سے حاضر ہوا۔ مگر آنحضور ﷺ نے اس کو نامنظور فرمایا اور مکہ پر چڑھائی کی تیاری شروع کر دی۔ اپنے حلیف قبائل کو بھی ساتھ ملانے کا آغاز ہوا کہ ایک مسلمان حاطب بن ابی بلتعہؓ نے آنحضور ﷺ کی تیاری کی خبر مکہ عزیز و اقارب کو دینے کے لئے ایک قاصد کو روانہ کردیا جس راز کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے خود آنحضور ﷺ کو کردی اور حاطبؓ کا قاصد پکڑا گیا۔

آخر آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ 10 ہزار قدسیوں کے ساتھ 10 رمضان المبارک 8ھ کو مکہ کو روانہ ہوئے اور یوں دوہزار سال پیشتر کے وہ الفاظ پورے ہوئے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے سنائے گئے تھے کہ’’ وہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آتا ہے‘‘۔ یہ 10 ہزار خدا کے پاک اور برگزیدہ لوگ تھے۔ جو جنگ کی غرض سے نہیں بلکہ تسبیح و تقدیس کے لئے اکٹھے ہوئے تھے۔ مکہ کے قریب ایک منزل ’’مہرالظہران‘‘ میں ڈیرے ڈال کر آگ کے الاؤ روشن کئے تا دشمنوں کو آمد کی اطلاع بھی ہو اور طاقت کا اندازہ بھی ہو جائے۔ مگر آنحضور ﷺ نے صحابہ کو یہ تاکید فرمائی تھی کہ اس مہم جوئی میں ایک قطرہ بھی خون انسان کا نہ گرے۔

چنانچہ اس موقع پر قریش مکہ میں سے سب سے پہلے دشمن اسلام ابوسفیان کو لایا گیا۔ مگر باوجود اس کی شدید مخالفت کے آنحضور ﷺ نے ان کو معاف کر دیا۔ آنحضور ﷺ کی اس صلہ رحمی کے پیش نظر جب وہ مکہ واپس پہنچے تو آنحضور ﷺ کا یہ پیغام پہنچا دیا کہ جو شخص میرے (ابوسفیان) کے گھر داخل ہو جائے گا اسے امن دیا جائے گا۔ جو شخص کعبہ میں داخل ہو جائے گا وہ امن میں ہوگا۔ مسلمان ہو جانے والے شخص کو امن دیا جائے گا۔

اور جب لشکر اسلامی، مکہ میں مختلف جہات سے داخل ہوا۔ تو ایک حصہ کی کمانڈ حضرت سعد بن عبادہؓ کر رہے تھے۔ جب وہ مسلمانوں کو لئے آگے بڑھ رہے تھے تو ابوسفیان کو دیکھ کر بلند آواز سے کہا ’’اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَلْحَمَۃِ اَلْیَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْکَعْبَۃُ‘‘ کہ آج جنگ کا دن ہے آج مکہ کے لئے امن نہیں۔ آنحضور ﷺ نے یہ سن کر فوراً ان کے ہاتھ سے کمان لے کر ان کے بیٹے قیس کو دے دی۔ دوسری طرف بالائی حصہ سے حضرت خالد بن ولیدؓ داخل ہوئے۔ یہ حصہ سخت ترین دشمنوں کا حصہ تھا۔ جو خزاعہ پر حملہ آور رہ چکے ہیں۔ ان لوگوں نے باوجود امن کے اعلان کے حضرت خالدؓ کی فوج پر تیر برسائے۔ آپ کو مجبوراً حملہ کرنا پڑا۔ جس کے پیش نظر 28 کفار مارے گئے اور 2 مسلمان بھی شہید ہوئے۔

اس اثناء میں آنحضور ﷺ بھی مکہ میں داخل ہو چکے تھے۔ آپؐ نے سب سے پہلے خانہ کعبہ میں داخل ہو کر قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ کا اعلان کرتے ہوئے بتوں کو توڑنا شروع کیا اور پھر مقام ابراہیم پر 2 رکعت نماز پڑھی اور خانہ کعبہ کے چابی بردار عثمان بن طلحہ کو بلوا کر خانہ کعبہ کھول کر 2 نفل ادا فرمائے اور چابی دوبارہ عثمان کو واپس کرکے فرمایا کہ یہ چابی ہمیشہ کے لئے تمہارے پاس اور تمہاری نسل میں رہے گی۔ اس وسعت اخلاق کو دیکھ عثمان مسلمان ہو گیا۔

اس کے بعد ایک عام خطبہ بعنوان توحید الٰہی اور نسل انسانی کی وحدت پر دیا اور قریش کے بھی خواص کو جمع کرکے الگ سے خطاب فرمایا۔ اس وقت مکہ فتح ہوچکا تھا اور تمام مکہ بحیثیت ایک مجرم کے حاضر تھا۔ کیا کیا دکھ تھے جو اس قوم کی طرف سے آپؐ اور آپؐ کے ماننے والوں کو نہ مل چکے تھے۔ کس طرح پر یہ سرزمین آپ کے خون کی پیاسی رہی تھی۔ کس طرح اس کے باشندوں نے تمام اخلاقی اور قومی قوانین کو توڑ کر ایک ایک مسلمان کو ان مظالم کا تختہ مشق بنایا تھا۔ جن کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے تھے۔ آنحضور ﷺ مدینہ کو ہجرت کر جانے کے بعد آپؐ کا تعاقب کیا اور بار بار فوج کشی کرکے مدینہ کو تباہ کرنا چاہا۔ ایسے میں ان ظالم دشمنوں کے لئے فتح مکہ کے وقت جو نرم سے نرم سزا تجویز ہوسکتی تھی کہ کچھ سرغنوں کو عبرت ناک سزائیں دی جائے، کچھ شریروں کو تہہ تیغ کرکے ہمیشہ کے لئے ان کی شرارتوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔ ان میں سے اکثر کو جیل بھیج کر ان کی قوت و شوکت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے توڑ دیا جائے۔

مگر اس رحم دل نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ایسا نہیں کیا بلکہ ان مجرموں کو اکٹھا کرکے پوچھا کہ تم اپنی کرتوتوں سے واقف ہو مجھ سے کس قسم کے سلوک کی امید رکھتے ہو تو انہوں نے جواب دیا اَخٌ کَرِیْمٌ وَ اِبْنُ اَخٍ کَرِیْمٍ کہ آپ کریم بھائی اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں۔ اس پر جو معاملہ رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ان سے کیا وہ ان کی توقع سے کہیں بڑھ کر تھا۔ آپؐ نے فرمایا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہ آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں۔ تمہیں معاف کیا جاتا ہے۔ کیا وسعت حوصلہ تھا اور کیا کھلے دل کے اعلیٰ ظرف کی مثال تھی۔ آپؐ نے نہ صرف معاف نہیں فرمایا بلکہ اعلان کیا کہ مہاجرین کی جائیدادیں جو کافروں کے قبضہ میں تھی ان کو واپس نہیں مانگا جائے گا۔ بلکہ مہاجرین کو ہی اپنے حقوق چھوڑنے کی تلقین فرمائی۔ ابوجہل کا بیٹا عکرمہ اس موقع پر بھی شرارتوں سے بعض نہ آیا بلکہ دو مسلمانوں کو قتل کرکے خوفزدہ ہو کر کہیں بھاگ گیا۔ اس کی بیوی نہایت پریشانی کے عالم میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر اپنے خاوند کے لئے معافی کی خواستگار ہوئی۔ آپؐ نے عکرمہ کو بھی معاف فرمادیا۔ آپ نے حضرت حمزہؓ کا جگر چبانے والے ہندہ کو بھی معاف کر دیا۔ مدینہ جاتے ہوئے آپؐ کی بیٹی پر پتھر برسانے والے ہبار کو بھی معاف کر دیا۔ یہ تھا عفو، اس عظیم سید البشر، فخر نوع انسانیت کا جس نے رحمۃ للعالمین کا لقب پایا۔

اس عفو کا نتیجہ کیا تھا؟ یہ تمام قریش مکہ حالت کفر میں ہی رہے۔ ان کو اسلام لانے کے لئے مجبور نہ کیا گیا۔ مگر اس عفو نے تمام دلوں کو فتح کرلیا۔ ابوسفیان مسلمان ہوگئے۔ عکرمہ ایمان لے آئے۔ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔ آپ کوہ صفا پر جلوہ افروز تھے۔ مردوں نے سرور عالم حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ پھر عورتوں نے اسلام کو سینے سے لگایا اور کسی ایک شخص پر بھی اسلام کے قبولیت کے حوالہ سے جبر نہ ہوا۔ بعضوں کے دلوں میں تعرض تھا۔ وہ فوری ایمان نہ لائے بلکہ کچھ عرصہ کے بعد ایمان لائے مگر ان کو معاشرہ میں رہنے کے لئے تمام حقوق دیئے گئے۔

ایک مستشرق سر ولیم میور نے لکھا کہ

گو شہر مکہ نے خوشی سے آپ کی حکومت کو قبول کرلیا تھا مگر تمام باشندوں نے اب تک نیا مذہب قبول نہ کیا تھا اور نہ آپ کا پیغمبر ہونا تسلیم کیا تھا۔ شاید آپ وہی راہ اختیار کرنا چاہتے تھے جو مدینہ میں اختیار کی تھی اور ان کی تبدیلی مذہب میں جبر کو دخل دیئے بغیر تدریج کو کام میں لانا چاہتے تھے۔

(تلخیص از سیرت خیرالبشر از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

لیا ظلم کا عفو سے انتقام
علیك الصلوٰۃ علیك السلام

سیرت کا مضمون عمل کی دعوت دیتا ہے۔

اس امر پر روشنی ڈالتے ہوئے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے حسین و دلکش واقعات اور آپؐ کا اسوہ حسنہ صرف پڑھنے اور سننے سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے عفو، رحم اور شفقت کا جو سلوک فرمایا اور اس کے پاک نمونے قائم فرمائے ان کا ذکر تو بہت ہی طویل ہے۔ یعنی ایک مجلس میں تو کیا سینکڑوں مجالس میں بھی اس ذکر کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی سیرت کا ایک عظیم الشان پہلو یہ ہے کہ وہ دُور سے بھی حسین نظر آتی ہے اور قریب سے بھی حسین نظر آتی ہے اور قریب جا کر حسن کے نئے نئے پہلو سامنے آنے لگتے ہیں۔ جس طرح باغ کو آپ بھی ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ آپ کو بڑا حسین نظر آتا ہے۔ لیکن جب تتلیاں پھولوں کا رس چوستی ہیں تو ان کو پھول کا ایک اور حسن نظر آنے لگتا ہے۔ گویا کسی چیز کو قریب سے دیکھیں تو اس کے حسن کی تفاصیل نظر آتی ہیں۔ پس کامل حسن جو ظاہری بھی ہو اور باطنی بھی ہو اس کی ایک خصوصی علامت یہ بھی ہے کہ وہ دور سے بھی اچھا دکھائی دیتا ہے اور قریب سے بھی۔ بلکہ جتنا قریب آئیں اس کا حسن زیادہ جاذب نظر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کی سیرت کا اس پہلو سے بھی مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔

’’ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات پر بھی آپ غور کریں تو ان کے اندر بھی آپؐ کی سیرت طیبہ کے بہت عظیم الشان پہلو دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن جو سب سے اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ جب سیرت کے مضمون کو ہم سنتے ہیں تو اس طرح نہیں سنتے جس طرح سننے کا حق ہوتا ہے۔ آپ ایک کھلاڑی کی کھیل کا باہر بیٹھے نظارہ کرتے ہیں۔ مثلاً کرکٹ کی بہت اچھی کھیل ہورہی ہے، آپ باہر بیٹھے دیکھ رہے ہیں اور بڑا لطف اٹھا رہے ہیں۔ کھیل کے بعد گھر کو رخصت ہوتے ہیں۔ آپ کو بلا پکڑنا بھی نہیں آتا۔ کوئی آپ کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم اتنی تعریفیں کررہے تھے، اب بلا تو پکڑ کے دکھاؤ۔ آپ کہیں گے تم پاگل ہوگئے ہو۔ بلے کا مجھ سے کیا تعلق، میں تو نظارہ کررہا تھا۔ مجھے لطف اٹھانے کا حق ہے۔ ہاں مجھے کھیل سے کوئی واقفیت نہیں۔ لیکن سیرت کے مضمون میں کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا۔ سیرت کا مضمون اور وہ بھی اس سیرت طیبہ کا مضمون جو اسوہ حسنہ بن گئی ہو۔ اس میں یہ جواب قابل قبول ہی نہیں ہے۔ یہ جواب بلکہ عقل کے خلاف ہے۔ جب اسوہ کو سامنے رکھ کر آپ کے اس کے حسن کا مطالعہ کرتے ہیں یا حسن کا ذکر کرتے ہیں تو لازماً اس کو اختیار کرنے کی پابندی آپ پر عائد ہوجاتی ہے۔ حسب توفیق جتنا بھی اختیار کرسکیں اختیار کریں۔ یعنی اپنی اپنی حیثیت اور توفیق کے مطابق لازماً اس طرف قدم آگے بڑھانے پڑیں گے‘‘

جماعت احمدیہ کو ایک پیاری نصیحت

موجودہ دور میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو طوفان اٹھ آیا ہے اور بڑی بڑی طاقتیں اسلام کو کمزور کرنے کے لئے خود مسلمانوں ہی کو ایک دوسرے کے خلاف صف آراء کررہی ہیں اور آج جماعت احمدیہ پاکستان میں اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے ہاتھوں شدید مظالم سے دوچار ہے۔ مظلومیت کے اس دور میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جماعت احمدیہ کو اس حسین انتقام اور اُس عظیم اسوہ حسنہ کی طرف متوجہ فرمایا ہے جو سیدنا و مولانا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے ذریعہ فتح مکہ کے موقعہ پر ظاہر ہوا۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

’’تبلیغ کے ذریعہ ہم نے اپنا انتقام لینا ہے۔ ہمارا ایک سر کاٹا جاتا ہے تو ان کا سر کاٹ کر نہیں، اُن کے سر کو قبول کرکے، محبت کے ساتھ ان کی تعداد اپنا کر اس میں کمی پیدا کرنی ہے۔ ایک احمدی کو یہ قتل کے ذریعہ کم کرتے ہیں تو آپ ہزار غیراحمدیوں کو احمدی بنا کر ان میں کمی پیدا کریں۔ یہ انتقام ہے آپ کا ... یہ وہ انتقام ہے جو ہم نے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ سے سیکھا ہے۔ یہ وہ انتقام ہے جو آنحضور ﷺ نے ابوجہل سے لیا تھا اس کے بیٹے (عکرمہؓ بن ابوجہل) کو اپنا بیٹا بنالیا۔ جو ولید سے لیا، اس کے بیٹے (خالد بن ولیدؓ) کو اپنا بیٹا بنالیا تھا۔ ایک جگہ نہیں، دو جگہ نہیں، سینکڑوں دشمنوں سے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے عفو کے ذریعہ انتقام لیا اور اُن کی نسلیں محمد ﷺ کی طرف منسوب ہوگئیں اور آپؐ پر درود بھیجنے لگیں۔ اس سے زیادہ عظیم الشان انتقام سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ انتقام بھی ہے اور بھلائی بھی ہے اور احسان بھی ہے۔ ایسا حسین امتزاج انتقام اور احسان کا کوئی دنیا کی قوم مثال پیش تو کرکے دکھائے۔ آنحضرت ﷺ کو جب غلبہ نصیب ہوا تب بھی یہ احسان کا طریق جاری تھا۔ محض یہ مجبوری کا احسان نہیں تھا‘‘

(بدر 3 اکتوبر 1985ء)

انجینئر محمود مجیب اصغر

جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی دعائیں

دعا کا اسلوب

جلسہ سالانہ کے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے شائع ہونے والے ابتدائی اشتہارات سے منجملہ اور مقاصد کے ایک اہم مقصد اجتماعی دعا ہے جس کے متعدد اسلوب آپؑ نے ہمیں سکھائے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپ کے خلفاء کرام نے بھی اپنے اپنے دور میں جلسہ سالانہ اور دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے جلسہ ہائے سالانہ میں اپنا افتتاحی خطاب اجتماعی دعاؤں کے لئے مخصوص کیا ہوا تھا چنانچہ 1965ء سے 1980ءتک کے افتتاحی خطابات میں سے چند دعائیں پیش ہیں۔

جلسہ سالانہ1965ء

اے خدا تو ہمارے کمزوروں کو طاقت بخش اور ہمارے بیماروں کو شفا دے اور ہم سب کی پریشانیوں کو دورفرما اور ہمارے اندھیروں کو نور سے بدل دے اور ہم پر اپنی بڑی رحمتیں نازل کر اور ہمارے دلوں کو اپنی محبت سے بھر دے اور احمدیت کو جس مقصد کے لئے قائم کیا گیا ہے ہمیں اس مقصد میں جلد تر کامیابی عطا فرما تا ہم اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھ لیں کہ ساری دنیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو گئی ہے

جلسہ سالانہ1967ء

اللہ تعالیٰ ہمارے اس وطن کو زیادہ سے زیادہ مستحکم کرتا چلا جائے اور ہمارے اس ملک کے استحکام کو اس غلبہ اسلام میں ممد بنائے اور اللہ تعالیٰ ہمارے ہم وطنوں کے سینوں کو قرآن کریم کے حقیقی انوار قبول کرنے کے لئے تیار کردے اور ان کی بصارت کو تیز کردے اور ان پر یہ حقیقت آشکار کرے کہ غلبہ اسلام کے لئے جو مہم آسمانوں سے جاری کی گئی ہے وہ اس میں ہمارے ساتھ برابر کے شریک بن جائیں

جلسہ سالانہ1969ء

اللہ تعالیٰ نے جس غرض کے لئے اسلام کو دنیا میں قائم کیا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے اور جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم روحانی فرزند بنایا ہے وہ مقصد پورا ہو اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی توفیق ملے کہ ہم بھی اس کے لئے کچھ خدمت کرنے کے قابل ہوں اور ہماری وہ حقیر خدمات اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ٹھہریں

جلسہ سالانہ1970ء

پس میری یہ دعا ہے کہ جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے دنیا کے کونے کونے میں یہ آواز دی تھی کہ میری طرف آؤ اور میرے سلسلہ میں داخل ہو جاؤ تاکہ تم یہ برکتیں پاؤ خدا کرے کہ آپ اپنی کسی کمزوری کے نتیجہ میں ان برکتوں سے محروم نہ ہو جائیں اور خدا کرے کہ آپ کے عمل اور آپ کا اخلاص اور آپ کی نیتیں، خواہ وہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہوں، خواہ وہ کمزور ہی کیوں نہ ہوں، خواہ وہ داغدار ہی کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی چادر آپ کی کمزوریوں اور داغوں کو ڈھانک دےاور اس کی قبولیت کی رحمت آپ کو قبول کر لےاور آپ کو وہ سب کچھ مل جائے جس کی آپ کو بشارت دی گئی ہے

جلسہ سالانہ1975ء

ہماری دعائیں سورۃ فاتحہ سے شروع ہوتی ہیں سورہ فاتحہ جو کہ پہلی سورۃ ہے اس میں اتنی زبردست دعائیں ہیں اور اتنی وسیع دعائیں ہیں کہ ان کی وسعتوں میں تو اس مختصر سے وقت میں میں نہیں جاسکتا لیکن اس وقت کی دعا بہر حال سورہ فاتحہ سے ہی شروع کرتا ہوں

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی چار بنیادی صفات کا ذکر ہے جنھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے امھات الصفات کہا ہے یعنی

ہمارا اللہ رب العالمین ہے، ہمارا اللہ رحمان ہے، ہمارا اللہ رحیم ہے

ہمارا اللہ مالک یوم الدین ہے ۔

اور یہ حکم ہے کہ تخلقو باخلاق اللہ کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھاؤ اور پھر سورہ فاتحہ میں یہ ذکر ہے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ کی بنیادی صفات ہیں ان صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھاؤ ان صفات کے جلووں کے نتیجہ میں انسان کو بہت سی طاقتیں اور استعدادیں حاصل ہوتی ہیں اس لئے ایاک نعبد میں ہمیں یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ خدا سے یہ دعا کرو کہ اے خدا جو قوتیں اور استعدادیں تو نے دی ہیں انہیں احسن اور بہتر رنگ میں میں استعمال کرنے اور ان استعدادیں سے پورے طور پر فائدہ اٹھانے کی ہمیں توفیق عطا کر۔

پھر چونکہ انسان ہمیشہ کی ترقیات کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے ایاك نستعین یعنی اے خدا جو کچھ تو نے دیا ہے اس سے جب ہم پورا فائدہ اٹھا لیں تو وہ ہماری آخری منزل تو نہیں ہے اس کے بعد مزید منزلوں نے آنا ہے پس ان کے لئے جن نئ استعداوں اور قوتوں کی ہمیں ضرورت ہو وہ ہمین عطا کر اور اپنے صراط مستقیم پر ہمیں قائم کر دے اور اپنی رضا کی جنتوں میں ہمیں داخل کر لے۔

جلسہ سالانہ1976ء

پس ہماری یہ دعا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس جلسہ کے متعلق جو دعائیں کی ہیں اپنی جماعت کے اس حصہ کے لئے جو یہاں آنے والے ہیں یا نہیں آنے والے اللہ تعالیٰ ہم سب کے حق میں وہ ساری دعائیں قبول فرمائے اور ان کا ہمیں وارث بنائےاوا آسمان سے فرشتوں کے نزول کے ساتھ ہماری نصرت اور مدد فرمائےاور اسلام کا یہ قافلہ زیادہ تیزی کے ساتھ شاہراہ غلبہ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے ہم وارث ہوں ہماری عقلوں میں پہلے سے زیادہ جلا پیدا ہو ان میں نور پیدا ہو اس کائنات کو سمجھنے کے بعد ہر دو جہان کو معلوم کر لینے کے بعد اس کی ماہیت اور کیفیت اور حقیقت کیا ہے اور رب العالمین کے بے شمار فضلوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لینے کے بعد ہمارے دلوں میں جس قدر محبت اور پیار پیدا ہونا چاہئے ہمارے پیدا کرنے والے رب کے لئے اس سے کم نہ پیدا ہو کسی صورت میں اور ہماری ہر روح اور ہمار ا ہر دل اور ہمارا ہر فرد اپنی اپنی طاقت اور استعداد کے مطابق خدا کی محبت سے بھر جائے اور لبریز ہو جائے اور overflow کر جائے اور خدا تعالیٰ کی رحمتیں اس کثرت سے نازل ہوں کہ آپ کو اپنے وجود کا بھی احساس باقی نہ رہےاور آپ کی روح اور آپ کے ذہن اور آپ کے تخیل میں خدا ہی خدا ہو اور باقی ہرچیز لا شیٔ محض اور نیستی محض ہو

خدا کرے کہ ہم خدا تعالیٰ کے پیار کو اس رنگ میں اور اس کی رحمتوں کو اس طور پر حاصل کرنے والے ہوں کہ وہ ہم سے راضی ہو جائے

جلسہ سالانہ1979ء

ہم دعاؤں کے ساتھ اس جلسہ کو شروع کرتےہیں ہم دعائیں کرتے ہوئے اس جلسے کے ایام کو گزارتے ہیں اور دعاؤں پر اس جلسہ کو ختم کرتے ہیں کچھ دعائیں ہیں جو میں شروع میں کروا دیا کرتا ہوں سب سے بڑی اور اہم دعا.. یہ ہے کہ ہم بنی نوع انسان کے لئے دعا کریں۔بھٹک گیا انسان ۔ اپنے پیدا کرنے والے رب کریم سے دور چلا گیا انسان ۔اسے بھول چکا انسان۔جس غرض کے لئے جس مقصد کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا تھا وہ مقصد بھی اسے یاد نہیں رہا۔دعائیں کریں کہ انسان جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا تھا اس مقصد کو سمجھنے لگے اور اپنے پیدا کرنے والے رب کی طرف واپس آئے ایسی راہوں کو اختیار نہ کرے کہ دور سے دور تر ہوتا چلا جائے ایسی راہوں کو اختیار کرے جو اس دوری کوقرب میں بدلنے والی ہو جو خدا تعالیٰ کے غضب کو اس کے پیار میں تبدیل کرنے والی ہوں ان راہوں کووہ اختیار کرے

نوع انسانی کے لئے دعائیں کریں آپ نہیں جانتے ان کو لیکن آپ کا رب انہیں جانتا ہے جس وقت آپ اپنے خدا سے یہ دعا کریں گے کہ اے خدا جو افریقہ میں رہنے والے ہیں اور تجھ سے دور ہیں اور تیرے پیار کی لذت سے وہ محروم ہیں جولذت تھوڑی یا بہت اپنی استعداد کے مطابق ہم حاصل کر رہے ہیں تو انہیں بھی ہمارے ساتھ ملا دے اور اپنے پیار کی لذت میں انہیں شریک کر

اور جو امریکہ میں شمالی اور جنوبی اور جو یورپ میں اور جو جزائر میں بسنے والے اور دوسرے

بر اعظموں میں رہنے والے ہیں ان سب کو ان راہوں کی طرف ہدایت دے اے ہمارے رب کہ جو راہیں تیری طرف لے جانے والی ہیں اور جلد تر وعدہ تو ہو گا پورا خدا کا ایک دن لیکن ہمارے دل میں یہ تڑپ ہونی چاہئے کہ جو بشارت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نوع انسان کو امت واحدہ بنانے کی دی گئی تھی وہ جلد تر پوری ہو اور دیر نہ لگے کہ نوع انسانی خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے محمد صل اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آ بیٹھے یہ دعا کریں آپ _سب سے بڑی دعا_سب سے اہم دعا تضرع اور عاجزی کے ساتھ کرنے والی سب سے بڑی دعا یہی ہے

جلسہ سالانہ1980ء

پندرھویں صدی کے آغاز پر قرآن کریم کی منتخب دعائیں

(1) رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً وَّهَيِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا (الکھف :11)

اے ہمارے رب ہمیں اپنی رحمت سے نواز۔ اے ہمارے رب ہمارے دلوں میں اپنی مخلوق کے لئے رحمت کے جذبات پیدا کراور اے ہمارے مولی ہمیں آزادی اور کامیابی کا رستہ دکھا۔

(2) رَبِّ اَوۡزِعۡنِىۡۤ اَنۡ اَشۡكُرَ نِعۡمَتَكَ الَّتِىۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَىَّ وَعَلٰى وَالِدَىَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰٮهُ وَاَدۡخِلۡنِىۡ بِرَحۡمَتِكَ فِىۡ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيۡنَ (النمل:20)

اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ تیری نعمت کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والد پر کیا ہے شکریہ ادا کر سکوں اور ایسا عمل کر سکوں جو تیری رضا کے مطابق ہو اور اپنے رحم کے ساتھ تو مجھے اپنے بزرگ بندوں میں داخل کر اور ایسے سامان پیدا کر اور مجھے توفیق دے کہ ہمیشہ اعلیٰ درجہ کے اخلاق سے آراستہ رہوں

(3) رَبِّ اِنِّىۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَىَّ مِنۡ خَيۡرٍ فَقِيۡرٌ (القصص : 25)

اے ہمارے رب! کون کسی کا ہوتا ہے ہم تیرے نالائق مزدور، دنیا کے .

دھتکارے ہوئے ہیں مگر ہیں تو تیرے ۔اے ہمارے رب تو بہتر جانتا ہے کہ کس چیز میں ہماری بھلائی ہے پس تو جو کچھ بھی بھلائی کا سامان ہمارے لئے کرے ہم اسکے محتاج ہیں۔

(4) رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ (التحریم : 9)

اے ہمارے رب! تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نوع انسانی کے لئے ایک کامل نور بنا کر بھیجا ۔تو نے اس نور سے ہمیں بھی حصہ دیا اپنی رحمت اور فضل سے ۔اے خدا اس نور کو ہمارے لئے مکمل کر _ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

(5) رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ:202)

اے ہمارے رب! ہمیں اس دنیا کی زندگی میں بھی کامیابی دے اور حسنات سے نواز اور آخرت میں بھی کامیابی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

اے ہمارے رب ہم تمام دوسرے ارباب سے توبہ کرتے ہوئے تیری طرف لوٹتے ہیں

انسان نے بہت سے ارباب بنا لئے اپنے حیلوں اور دغا بازیوں پر اسے بھروسہ ہو گیا اپنے علم یا قوت بازو کا انہیں گھمنڈ، اپنے حسن یا مال و دولت پر انہیں فخر، اسی طرح کے ہزاروں اسباب ہیں جو ان کی زندگیوں کے ساتھ بطور ارباب کے لگے ہوئے ہیں، اے خدا ! ہم نے ان سب ارباب کو ترک کیا، ان سے بیزار ہوئے،

اے واحد لا شریک سچے اور حقیقی رب! ہم تیرے حضور سر نیاز کو جھکاتے ہیں، اے خدا! ہماری دعاؤں کو سن اور ہماری مرادوں کو پورا کراور اپنے وعدوں کو جو اس زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں ہماری زندگی میں ہمیں دکھا۔

****

طاہرہ زرتشت منیر۔ ناروے

جلسہ سالانہ ربوہ کی یادیں

آج برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے لئے سفر کی تیاری کر رہی تھی ۔ کہ ربوہ کے زمانے کی حسین یادیں تروتازہ ہوگئیں ۔ ربوہ کے ساتھ تو ہم سب کا روح کا رشتہ ہے۔ اور اس کی یاد کبھی دل سے محو نہیں ہوسکتی۔ خلافت کے دم سے جو اس شہر میں رونق تھی ۔ وہ منظر کون فراموش کر سکتا ہے۔ چند انمٹ یادیں جو ذہن میں ایک فلم کی طرح آج بھی تروتازہ ہیں عرض کرتی ہوں ۔ جلسہ کی آمد سے بہت پہلے ہی جلسہ کی تیاریاں شروع ہو جاتیں۔ ربوہ کے گھروں میں بھی مہمانوں کی آمد کے حساب سے تیاری کی جاتی ۔ دوسرے شہروں میں بھی احمدی گھروں میں جلسہ کی تیاری کا خاص اہتمام ہوتا تھا ۔ عید کی طرح کی تیاری ہوتی تھی ۔موسم کے مطابق کپڑے سلوائے جاتے سادگی مگر نفاست کے ساتھ اہتمام کیا جاتا۔ سفر کے لئےساتھ خشک میوہ جات اور دیگر سامان رکھا جاتا ۔ کچھ زائد گرم کپڑے کمبل وغیرہ دو چار دن پہلے ہی امی تیار کروا لیتی تھیں۔اور گاڑی میں رکھوا دیتی تھیں۔

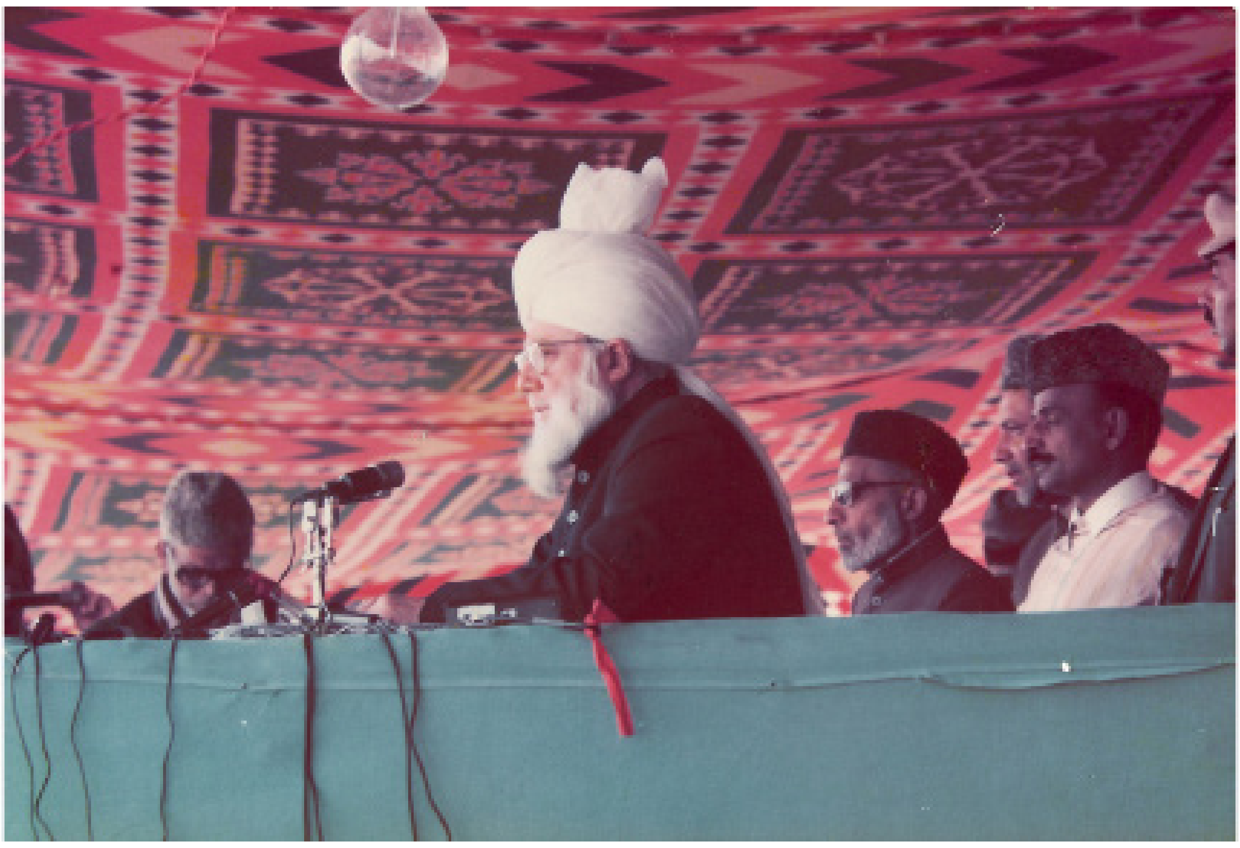

ہم چونکہ فیصل آباد شہر میں رہتے تھے۔ فیصل آباد سے ربوہ کا فاصلہ کچھ زیادہ نہیں ہے ۔ ہم بچپن میں ہر جلسہ پر تینوں دن روزانہ علی الصبح جلسہ کے لئے بذریعہ کار روانہ ہوتے اور جلسہ کے آغاز سے پہلےہی رَبوہ پہنچ جاتے تھے۔ سارا دن جلسہ گاہ کے روحانی ماحول میں گزارتے۔ حضور کےروح پرور خطاب سے استفادہ کرتے ۔ لنگر کی دال اور آلو گوشت کے ساتھ تندوری روٹی کھاتے۔لنگر کی دال اور آلو گوشت کا ایک خاص مزہ ہوتا تھا جو اب بھی ہمارے جلسوں پربڑے اہتمام سے تیار کیا جاتا ہے۔جس کا ذائقہ آج بھی ویسا ہی ہے۔

کچھ روٹی کے جو ٹکڑے بچ جاتے امی جان ان کو سنبھال کر رکھ لیتیں اور کہتیں کہ ان کو ضائع نہیں کرنا تبرک ہے۔ جلسہ کے بعد ان ٹکڑوں کو بھگو کر دودھ اور پانی میں گڑ ڈال کر پکاتیں اور وہ ایک حلوہ سا بن جاتا ۔ ہمیں ناشتہ میں کھلاتیں اور ساتھ ساتھ بتاتیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت اور شفاء رکھی ہے۔ اور ہمیں بتایا کہ کس طرح اور کن حالات میں لنگر کا آغاز ہوا تھا۔

جلسہ کا ماحول کمال روحانی ماحول ہوتا تھا۔ہر شخص کی توجہ دعا اور عبادات کی طرف ہوتی ۔ علمی اور تربیتی موضوعات پر تیار کئے گئے روحانی مائدہ سے ہر کوئی استفادہ کرتاتھا ۔ جلسہ کے لئے ہم ہر روز فیصل آباد سے رَبوہ کے لئے روزانہ فجر کی نماز کے بعد سفر کرتے اور رات کو واپسی ہوتی سڑک چھوٹی تھی اور بے حد رش ہوتا تھا ۔ جلسہ کے آغاز سے پہلے پہنچنا ہوتا تھا۔ آخری دن کا منظر بہت اُداس کر دینے والا ہوا کرتا تھا۔ سخت اُداسی محسوس ہوتی تھی۔ جلسہ کے آخری دن شام کو حضور کے خطاب کے معاًبعد ہماری واپسی ہوتی ۔ بیشمار لوگ ہوتے کچھ کاروں سے کچھ ٹرین سے دوسرے شہروں سے آئے ہوئےاپنے اپنے گھروں کو واپسی کی تیاری کرتے ۔

وہ جذبہ وہ ولولہ قابلِ دید ہوتا تھا۔ کچے راستوں پر مٹی اُڑتی تھی ۔ رَبوہ بھی اس قدر گنجان آباد نہ تھا۔ بارش ہوتی تو خُوب کیچڑ ہوجاتا۔ ہر قسم کے حالات میں اس میں شامل ہونے والے تازہ دم اور خوش وخُرم دکھائی دیتے ۔ خدام ہر طرف چوکس اپنی اپنی ڈیوٹیوں پر مستعد نظر آتے جلسہ چونکہ دسمبر کے آخری دنوں میں منعقد ہوتا تھا۔ اس لئے شدید سردی ہواکرتی تھی لوگ گرم شالیں اوڑھے گھنٹوں پنڈال میں بیٹھے رہتے ۔ آج بھی وہ منظر ایک وڈیو کی طرح ذہن کے کمپیوٹر میں محفوظ ہے۔

جب جلسہ کا آغاز تلاوتِ قرآنِ پاک سے شروع ہوتا تو باوجود اس کے کہ پنڈال دونوں طرف یعنی عورتوں مردوں کی طرف بھرا ہوا ہوتاتھا۔ اس قدر خاموشی ہوتی تھی کہ سوائے بچوں کے رونے کے کوئی آواز سنائی نہ دیتی ۔ ثاقب زیروی صاحب کی بلند و پُر شوکت آواز کی گونج جب رَبوہ کے پہاڑوں سے ٹکراتی تو اِک نیا جوش عزم اور ولولہ پیدا کرتی یوں محسوس ہوتا تھاکہ اُن کی آواز کے ساتھ پُر شوکت کلام سننے والوں کی رگ وپے میں اترنے لگتا۔ اور پھر فلک شگاف نعروں سے ربوہ کی وادیاں گونج اُٹھتیں ۔ اُس کے بعد ہمارے پیارے حضرت خلیفتہ المسیح الثالث کے روح پرور خطاب کا آغاز ہوتا اور پنڈال میں مکمل خاموشی طاری ہوجاتی۔ خطاب کے دوران سوائےاکا دکاچوں کے رونے کی آواز کے کوئی آواز نہ ہوتی ۔ حضور کے پُر شوکت خطاب کا لفظ لفظ ذہن میں نقش ہوتاجاتا تھا۔ حضور دعا کرواتے تو عورتوں اور مردوں کی طرف سے ہچکیوں اور دبی دبی سسکیوں کی آوازیں آنے لگتیں ۔ حضور کی ہچکیوں کی آوازوں کی گونج دور دور تک سُنائی دیتی۔ خطاب کے الفاظ ذہن نشین ہوجاتے ایک ایک لفظ دِل میں اُترتا اور نئی زندگی اور نئے ولولے لے کر ہم وہاں سےدعائیں کرتے ہوئے واپسی کے لئے رختِ سفر باندھتے ۔

خلیفۂ وقت کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے ہر دِل بیتاب ہوتا۔ ایک جھلک دیکھنے پر جو لُطف و سرور حاصل ہوتا اُسے الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے .جس سر زمین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء اور بزرگوں نے تڑپ تڑپ کر دعائیں کی ہیں اللہ اُسے ہمیشہ شاداب رکھے گا۔ اُس کی رونقیں جلد لوٹ آئیں گی وہ دُعائیں ہرگز ضائع نہ ہوں گی۔ جب ہماری شادی ہوئی تو شادی کے معًا بعد اُسی سال اپنےمیاں اور سسرال کے ساتھ مجھے رَبوہ جلسہ پر جانے کا موقعہ نصیب ہوا ۔ اُس وقت ابھی ہماری شادی کو دو ماہ کا عرصہ ہوا تھا۔ تب ہم نے جلسہ کے آیّام میں تینوں دن وہاں رات کو بھی قیام کیا غالبًا جامعہ احمدیہ ہوسٹل کی عمارت تھی جس کا ایک کمرہ ہمیں ملا تھا۔ اس میں فرش پر کسیر پڑی ہوئی تھی سب بستر فرش پر تھے۔ دبیز دری نما چادر تھی جس پر لحاف رکھے تھے ہم سب گھر کے افراد اسی ایک کمرے میں ایک طرف مرد اور دوسری طرف عورتیں گرم بستروں پر دراز ہونے کے لئے آچکے تھے۔

تہجداور فجر کی نمازکے بعد کچھ آرام کرنے کے بعد باقر خانی اور رس وغیرہ کا ناشتہ کیا جاتا تھا۔ ساتھ میں رات کی دال اور روٹی بھی ہوتی تھی مرد اپنی اپنی ڈیوٹیوں کے لئے روانہ ہوجاتے اور ہم جلسہ گاہ کی طرف چل پڑتے۔ اسی طرح تینوں دن گزرے مجھے کبھی رات اس طرح گزارنے کی عادت نہ تھی فرش پر سونا میرے لئے پہلا تجربہ تھا۔ رات بھر نیند نہ آئی۔ ساری رات یہی فکر دامنگیر رہا کہ کسیر سے کوئی سانپ نہ نکل آئے۔ سب سمجھاتے رہے کہ وہم نہ کرو۔ بے فکر ہو کر سو جاؤ۔ میں نے سُن رکھا تھا کہ ربوہ میں سانپ بہت ہوتے ہیں۔ آخر تیسرے دن کہیں جا کر رات کو مجھے گہری نیند آئی ۔آخری دن میاں ڈیوٹی سے جلدی واپس آگئے۔ میں نے پوچھا کہ آج آپ جلدی آگئے۔کہنے لگے کہ قائد صاحب نے کہا ہے کہ آخر زوجہ کا بھی حق ہے اُنہیں لے جا کر گھماؤ پھراؤ۔آج آپ کو اجازت ہے۔

ہم دونوں بازار گئے۔ خوب سَیر کی بہت رونق اور چہل پہل تھی ۔وہاں ہم نے فروٹ چاٹ اور منان کی دکان کے کباب وغیرہ کھائے اور انہوں نے مجھے چاندی کی انگوٹھی جس پر اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ لکھا تھا خرید کر تحفتًہ دی ۔ بازار میں خوب رونق اور گہما گہمی تھی لوگ گھوم پھر رہے تھے ۔ بڑا ہی پُر امن ماحول تھا نہ کوئی خوف نہ خطرہ ۔ مساجد بھری ہوتی تھیں اذان کی آوازیں گونجتی اور یاد دلاتی رہتی تھیں کہ اپنے واحدولاشریک خدا کی یاد میں محو ہوجاؤ۔ بڑا پاکیزہ ماحول تھا۔ آج بھی یاد کر کے دل تڑپ اٹھتا ہے۔

احمدیوں کے علاوہ بہت سے غیر احمدی بھی بعض اوقات اپنے احمدی دوستوں کے ساتھ شامل ہواکرتےاور بہت متاثر ہوتے۔ بہشتی مقبرہ میں بھی لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا۔ ہر کسی کی خواہش ہوتی

کہ بزرگوں کی قبروں پر اور اپنے بچھڑے ہوئے پیاروں کی قبر پر جا کر دعا کریں ۔

اس کے علاوہ اس موقع پر بزرگ خواتین اور خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواتین مبارکہ سے میری امی جان (زرتشت صاحب کی والدہ) نے مجھے بڑی محبت سے ملوایا اور دعا کی درخواست کی۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ یا تو آپا حضرت نواب مبارکہ صاحبہ تھیں یا حضرت آپا امۃالحفیظ بیگم صاحبہ تھیں میرے سر پر انہوں نے بہت محبت سے پیار کیا اورکچھ روپے بھی دیۓ اور بہت دیر دعائیں دیتی رہیں۔

زرتشت صاحب کی والدہ صاحبہ تو لمبا عرصہ ربوہ رہی تھیں ۔ ان کا بہت محبت کا قریبی تعلق تھا سب بزرگ خواتین کے ساتھ اور ان کی دعائیں بھی حاصل تھیں ۔حضرت چھوٹی آپا مریم صدیقہ، حضرت مہر آپا، آہ کیا کیا بزرگ ہستیاں تھیں سب آہستہ آہستہ داغِ مفارقت دے گئیں ۔بس یادیں ہی رہ جاتی ہیں وہ بھی اس وقت تک کہ جب تک ہمارا دماغ کام کرتا رہے گا کافی باتیں اب بھولنے لگی ہیں ۔بعد ازاں زرتشت صاحب نے مجھے اپنے اساتذہ کرام اور بعض بزرگوں سے خاص طور پر ملوایا اور ان سے دعا کی درخواست کی۔ان دعاؤں کا ہم نے ساری زندگی پھل کھایا۔آخری بار جبکہ ہمیں معلوم ہو چکاتھا کہ ہم اب اس ملک میں نہیں رہ سکیں گے تب ہم بچوں کو لے کر ربوہ گئے۔ تاکہ انہیں ربوہ دکھا لائیں ناجانے کبھی لوٹ بھی سکیں گے یا نہیں ۔مارچ کے دن تھےاور 1986 کا سال رواں دواں تھا۔ جب ہم ربوہ گئے ۔ بڑی حسرت سے سب عمارتوں کو دیکھا ۔ مقدس مقامات کی زیارت کی ۔ بہشتی مقبرہ میں دعا کے لئے گئے۔ خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بزرگ ہستیوں سے ملے ان کی دعائیں لیں ۔ اپنے بچوں کو ملوایا ۔ اور حسرت بھری نظروں سےالوداع کہتے ہوئےہم واپس کراچی آگئے۔اور آخر اسی سال 30 جون کو ہمیشہ کے لئے جان سے پیارے ملک پاکستان،اپنے وطنِ عزیز کو دکھتے دل اور روتی آنکھوں سے خیر باد کہہ کرایک نامعلوم خطۂ زمین کی طرف محوِ پرواز ہوگئے۔ ناروے کی سر زمین کا کوئی تصورہمارے دل و دماغ میں نہ تھا۔ آج تک ربوہ سے جدائی کا وہ منظر ہم بھول نہیں پائےآنکھ اشک بہاتیں اور دِل سے لہو رستا رہتا ہے۔

ہم بچپن میں جادو کی کہانیاں پڑھا کرتے تھے جن میں سے بعض کہانیاں آج بھی دل پر نقش ہیں ان میں سے ایک کہانی کسی شہزادی کی تھی جس کی روح کسی چڑیا کے روپ میں تبدیل ہو گئی اور وہ روح بےچین و بے قرار چمن چمن اُڑتی پھرتی تھی اسی طرح آج ہماری روح بھی کسی زخمی کوئل کی مانند باغوں اور بہاروں کے میسر ہونے کے باوجود جدائی کے درد میں سسکتی، مختلف گیتوں میں ڈھل کر کوکتی اور فضاؤں میں درد کے سُر بکھیرتی رہتی ہے۔ کون جانے کب واپسی ہوگی یا دل میں حسرت لئے اس جہانِ فانی سے کوچ کر جائیں گے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

جانے کتنی دیر لگے گی درد کا درماں ہوتے ہوتے
ہجر کے آنسو تھمتے تھمتے، وصل کا ساماں ہوتے ہوتے‘‘

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پُر اثر اور قابل توجہ ارشادات کی روشنی میں

جلسہ سالانہ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ اور شرکت کی تحریک

’’جلسہ سالانہ ایک بہت بڑا نشان ہے جو ہر سال ہمیں یہ بتاتا ہے کہ خدا کی راستباز جماعت کس طرح اُٹھتی ہے‘‘۔حضرت مصلح موعودؓ

- حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 18نومبر1927ء کو جلسہ میں آنے کی تحریک کرتے ہوئے اور اس سلسلہ میں احباب کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

’’میں ایک طرف تو جماعت کے دوستوں اور سلسلہ کے اخباروں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ لوگوں کو جلسہ پر آنے کی تحریک کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ آئیں۔ اور اپنے عمل سے خدا کے فضل کے وارث بنیں۔ تا خدا تعالیٰ دکھاوے کہ دشمنی اور کینہ رکھنے والے لوگ سلسلہ کو نقصان نہیں پہنچا سکے۔ دوسری بات ساتھ ہیہ کہنا چاہتا ہوں کہ جتنے زیادہ آدمی جلسہ پر آئیں گے اتنا ہی خرچ زیادہ ہو گا۔ اس لئے قادیان کے لوگوں کو بھی اور باہر کے لوگوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ جو لوگ جلسہ پر آئیں ان کے اخراجات کا انتظام کریں۔ خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ ہے کہ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَیَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ کہ دور دور سے تیرے پاس تحائف آئیں گے اور دور دور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ آنے والوں کو خداتعالیٰ نے پیچھے رکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے متعلق فرماتے تھے کہ یہ اس لئے رکھا ہے کہ مہمان کے لئے سامان پہلے مہیا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ انہیں یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کا مصداق بنائے اور وہ سامان مہیا کرنے والے ہوں اور پھر وَیَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کا نظارہ دیکھیں۔ جن لوگوں کا دل وسیع ہوتا ہے خدا تعالیٰ ان کو وسعت عطا کرتا ہے۔‘‘

(خطبات محمود جلد 11 صفحہ 248)

- حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

’’اس میں کوئی شک نہیں کہ لمبی دیر تک بیٹھنا گراں ہوتا ہے اور انسان دیر تک بیٹھنے سے اکتا جاتا ہے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ دیر تک بولنا اس سے بھی بہت زیادہ مشکل کام ہے پھر اگر ایک شخص باوجود صحت کے نہایت کمزور ہونے اور اس عضو کے ماؤف ہونے کے جس پر کام کا دارومدار ہے متواتر چھ گھنٹے تک بول سکتا ہے تو میں ہرگز یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ دوسرا آدمی اس سے زیادہ دیر تک سننے کی بھی قابلیت نہیں رکھتا۔ آخر سامنے گیلریوں پر بیٹھنے والے اور سٹیج پر بیٹھنے والے بھی تو شروع سے آخر تک اطمینان سے تقریر سنتے رہے حالانکہ سٹیج پر بیٹھنے والے بوجہ جگہ کی تنگی کے بہت تنگی سے بیٹھے ہوتے ہیں لیکن بعض دوست جو بینچوں پر بیٹھے ہوئے تھے وہ اٹھ کر چلے گئے۔ شاید وہ بینچوں پر بیٹھنا اسی لئے پسند کرتے ہیں کہ اپنی مرضی سے درمیان میں چلے جایا کریں اور اپنے وقت کو ضائع کریں۔ میں اس بات کو نہیں سمجھ سکتا کہ جو شخص اپنے وقت اور مال کو خرچ کر کے یہاں آتا ہے وہ اپنے نفس پر کیونکر جبر نہیں کر سکتا اور کس طرح وہ اپنے وقت کو چائے کی دکانوں اور باہر فضول پھرنے پر ضائع کر دیتا ہے۔ اگر چائے پر ہی وقت خرچ کرنا تھا تو وہ یہاں کی نسبت ان کے گھروں میں یا بڑے شہروں کے ہوٹلوں میں بہت اچھی مل سکتی تھی اور اگر یہاں ان کے آنے کی غرض سیر و تفریح تھی تو بہتر تھا کہ بجائے یہاں آنے کے بڑے بڑے شہروں کی سیرگاہوں میں جاتے۔ وہ دہلی چلے جاتے اور وہاں وائسرائے کے مکانوں، بادشاہی عمارتوں کو دیکھتے یا لاہور کی ٹھنڈی سڑک پر سیر کرتے۔ پھر لارنس گارڈن (باغ جناح) میں تفریح حاصل کرتے اور جب چائے کی خواہش ہوتی تو لورینگ (Lorang) (قبل از تقسیم ہند لاہور کا ایک معروف ریستوران) میں جا کر پی لیتے۔ لیکن یہاں آنے کی غرض تو خدا کی باتیں سننا ہے۔

اگر یہ غرض مدنظر نہیں تو پھر یہاں آنا بے فائدہ ہے۔ ہاں حاجات بھی انسان کے ساتھ بے شک لگی ہوئی ہیں اور ان کا پورا کرنا بہر حال ضروری ہے۔ حاجت کو روک کر تو نماز بھی جائز نہیں لیکن جب انسان کسی حاجت کی قضاء کے لئے جائے تو وہ حاجت پوری کر کے واپس بھی آسکتا ہے۔ جو دوست واپس نہیں آتے میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا خدا کے کلام سے اتنا ہی متاثر ہونا چاہئے کہ پیشاب کے لئے گئے تو واپس آنا ہی بھول گئے۔ جب ابھی یہاں ہی تمہارے اندر کی یہ حالت ہے تو گھر پہنچنے پر تو بالکل ہی اثر جاتا رہے گا اور سب باتوں کو فراموش کر دو گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پانسو کے قریب غیراحمدی دوست بھی آئے ہوئے ہیں اور تین سو کے قریب دوسرے لوگ ہوں گے لیکن کل جلسہ گاہ سے اٹھنے والے دوست زیادہ تر احمدی ہی تھے۔ پس آج اپنی اصل تقریر شروع کرنے سے پہلے دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ اگر وہ آرام اور اطمینان سے میری تقریر کو سننا چاہتے ہیں تو بیٹھ سکتے ہیں اور اگر درمیان میں بغیر حاجت کے اٹھ کر جانا ہے تو بجائے اس وقت اٹھ کر جانے اور خلل اندازی کے ابھی ہی چلے جائیں تا کہ درمیان میں ان کے اٹھنے سے سامعین کی توجہ میں خلل نہ واقع ہو اور نہ ان کا وقت ضائع ہو۔‘‘

(انوارالعلوم جلد 9 صفحہ 439، 440)

- حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 31دسمبر 1915ء کے خطاب میں فرمایا۔

’’جلسہ سالانہ بھی ایک بہت بڑا نشان ہے جو ہر سال ہمیں یہ بتاتا ہے کہ دیکھو خدا کی راستباز جماعت کس طرح اٹھتی اور کامیاب ہوتی ہے اور اس کے مخالف کس طرح ناکام اور نامراد رہتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ قادیان میں ہر وقت ہی جلسہ ہوتا ہے اور ہر وقت ہی لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ پھر یہاں کچھ ہندوستان کے، کچھ پنجاب کے، کچھ افغانستان کے، کچھ بنگال کے، کچھ یورپ کے، کچھ عرب وغیرہ کے لوگ رہتے ہیں جو ہماری صداقت کی دلیل ہیں لیکن سالانہ اجتماع سے اس کے علاوہ اور بھی بہت سے نتائج حاصل ہوتے ہیں اور وہ یہ کہ جو کوئی خدا کے لئے کھڑا ہوتا ہے خدا اسے ضائع نہیں ہونے دیتا۔‘‘

(خطبات محمود جلد 4 صفحہ 540)

ابو سدید

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے پُرمعارف، گرانقدر اور روح پرور ارشادات کی روشنی میں

جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد، اہمیت اور شرکت کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ سالانہ سے بھرپور استفادہ کرنے کے لئے قیمتی ہدایات اور توجہ رکھنے کی تلقین

1891ء میں جب حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی تو اس کے اغراض و مقاصد کو یوں بیان فرمایا کہ

''اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں۔ جو عنقریب اس میں آ ملیں گی''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341)

جلسہ سالانہ پر آنے کی تحریک کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''بخدمت جمیع احباب مخلصین التماس ہے کہ 27 دسمبر 1892ء کو مقام قادیان میں اس عاجز کے مُحِبّوں اور مخلصوں کا ایک جلسہ منعقد ہو گا۔ اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بِالْمُوَاجِہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقاتِ اُخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں اور اسلام کے تفرقہ مذاہب سے بہت لرزاں اور ہراساں ہیں۔ چنانچہ انہیں دنوں میں ایک انگریز کی میرے نام چٹھی آئی جس میں لکھا تھا کہ آپ تمام جانداروں پر رحم رکھتے ہیں۔ اور ہم بھی انسان ہیں اور مستحق رحم۔ کیونکہ دین اسلام قبول کر چکے اور اسلام کی سچی اور صحیح تعلیم سے اب تک بے خبر ہیں۔ سو بھائیو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت طیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرورت تشریف لاویں جو زَادِ رَاہ کی اِستطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 282)

جلسہ سالانہ کے موقع پر مورخہ 28 دسمبر 1899ء کو تقریر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

''سب صاحبان متوجہ ہو کر سنیں۔ میں اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کے لئے یہی چاہتا اور پسند کرتا ہوں کہ ظاہری قِیلؔ و قَال جو لیکچروں میں ہوتی ہے اس کو ہی پسند نہ کیا جاوے اور ساری غرض و غایت آکر اس پر ہی نہ ٹھہر جائے کہ بولنے والا کیسی جادُو بھری تقریر کر رہا ہے۔ الفاظ میں کیسا زور ہے۔ میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ میں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناوٹ اور تکلّف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا یہی اقتضا ہے کہ جو کام ہو اللہ کے لئے ہو۔ جو بات ہو خدا کے واسطے ہو......... مسلمانوں میں اِدبار اور زوال آنے کی یہ بڑی بھاری وجہ ہے ورنہ اس قدر کانفرنسیں اور انجمنیں اور مجلسیں ہوتی ہیں اور وہاں بڑے بڑے لسان اور لیکچرار اپنے لیکچر پڑھتے اور تقریریں کرتے، شاعر قوم کی حالت پر نَوحہ خوانیاں کرتے ہیں۔ وہ بات کیا ہے کہ اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ قوم دن بدن ترقی کی بجائے تَنَزُّل ہی کی طرف جاتی ہے۔ بات یہی ہے کہ ان مجلسوں میں آنے جانے والے اخلاص لے کر نہیں جاتے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 265-266)

مرکزی جلسہ کی ابتداء تو قادیان دارالامان میں حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ہی اس وقت ہوئی جب آپ کو جاننے والا بھی کوئی نہ تھا اور خداتعالیٰ نے آپ کو خبر دی تھی کہ لوگ دور دور سے یہاں آئیں گے اور راستوں پر بھی نشان پڑ جائیں گے اور اس جلسہ کی بنیادی اینٹ بھی خداتعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی تھی۔ تبھی خداتعالیٰ کے فضل سے نامساعد حالات ہونے کے باوجود بھی خداتعالیٰ نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا ہے اور

ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''ربانی باتیں سننے کے لئے۔ حقائق و معارف سننے کے لئے۔ ایمان، معرفت اور یقین میں ترقی کے لئے۔ دعائیں کرنے کے لئے ۔ پاک تبدیلی پیدا کرنے کے لئے اپنے نئے اور پرانے بھائیوں، دوستوں اور عزیزوں سے ملاقات کے لئے ۔ تاکہ آپس میں پیار و محبت بڑھے اور اتفاق و اتحاد کا موجب ہو۔ ان لوگوں کے لئے دعائے مغفرت کے لئے جو دوران سال اس جہان فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔ خشکی ۔ اجنبیت اور نفاق کو دور کرنے کے لئے''

(روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 352)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جلسہ کا یہ مقصد ہے کہ روحانیت میں ترقی ہو۔ جب معرفت حاصل ہو جائے تو صرف علمی حظّ تک ہی یہ معرفت نہ رہے بلکہ اس کو روحانیت میں اور عمل میں ترقی کا ذریعہ بننا چاہئے۔ اگر روحانیت میں ترقی نہیں تو جلسہ میں شمولیت بے فائدہ ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جلسہ کا ایک فائدہ یہ ہے اور اس کے لئے ہر آنے والے کو کوشش کرنی چاہئے کہ آپس کا تعارف بڑھے اور صرف تعارف حاصل کر کے دنیا داروں کی طرح وقتی تعلق نہ ہو بلکہ ہر احمدی کو دوسرے احمدی کے ساتھ محبت اور بھائی چارے کے تعلق میں ترقی کرنی چاہئے اور یہ تعلق اتنا مضبوط اور مستحکم ہو جائے کہ کوئی بات اس تعلق میں رخنہ نہ ڈال سکے، اس کو توڑ نہ سکے''

(ماخوذ از آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 352)

پھر آپ نے فرمایا کہ تقویٰ میں ترقی کرو۔

(ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

یہ جلسہ کے مقاصد میں سے بہت اہم ہے۔ اس کے بغیر ایک مومن حقیقی مومن نہیں بن سکتا اور تقویٰ یہی ہے کہ جو علم حاصل کیا، جو روحانیت کا معیار حاصل کیا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جو محبت کا تعلق قائم کیا ہے، آپس کے تعلقات میں جو خوبصورتی پیدا کی ہے اس میں اب دوام پیدا کرو۔ اسے باقاعدہ رکھو۔ اسے باقاعدہ اپنی زندگیوں کا حصہ بناؤ۔

پس یہ وہ باتیں تھیں جس کے لئے آپ علیہ السلام نے جلسہ کا انعقاد فرمایا اور فرمایا کہ ہر سال لوگ اس مقصد کے لئے قادیان آیا کریں۔ کتنے بابرکت جلسے ہوتے تھے وہ جن میں خود حضرت مسیح پاک علیہ السلام شامل ہو کر براہ راست جماعت کو نصائح فرمایا کرتے تھے۔ افراد جماعت کی تربیت فرمایا کرتے تھے۔ ان کی روحانی پیاس بجھایا کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام کے بعد وہ باتیں تو نہیں ہو سکتیں۔ نبی کا مقام تو اسی کے لئے خاص ہوتا ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آیا، جو خدا تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آیا، جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں احیائے دین کے لئے بھیجا یقیناً وہ اپنا ایک مقام رکھتا تھا۔ لیکن یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس سے خبر پا کر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کے بعد قدرت ثانیہ کا نظام جاری ہوا جو خلافت کا نظام ہے۔ پس وہ جاری ہوا اور خلافت احمدیہ کے ذریعہ آپ علیہ السلام کے مشن کی تکمیل کا کام جاری و ساری ہے۔ جلسوں کا سلسلہ بھی اسی کی ایک کڑی ہے۔ قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلافت کا نظام جب جاری ہوا تو خلافت کی موجودگی میں تقریباً چالیس سال تک جلسے منعقد ہوتے رہے۔ پھر خلافت کے پاکستان ہجرت کر جانے کے بعد ربوہ میں جلسے منعقد ہوتے رہے اور ساتھ ہی جماعت کی وسعت ملکوں ملکوں میں ہونے لگی۔ گو کہ بیرونی مشن قادیان سے ہجرت سے پہلے بھی قائم ہونے شروع ہو گئے تھے۔ خاص طور پر افریقہ میں بڑی مضبوط جماعتیں قائم ہونے لگ گئی تھیں لیکن مزید مضبوطی اور وسعت ہر آنے والے دن اور مہینے اور سال میں بیرون پاکستان جماعتوں میں ہوتی رہی یہاں تک کہ دشمن نے اس ترقی کو دیکھ کر احمدیوں کے خلاف نہایت ظالمانہ قانون حکومت کے ذریعہ سے جاری کروایا جس کی وجہ سے خلیفہ وقت کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑی اور ساتھ ہی وہاں سے احمدیوں کی ایک بڑی تعداد نے بھی ہجرت کی۔ خلیفۃ المسیح

الرابعؒ کے لندن ہجرت کر جانے کے بعد جہاں لندن کے جلسوں نے ایک نیا موڑ لیا اور وسعت اختیار کی وہاں دوسرے ممالک میں بھی جلسوں میں ایک نیا رنگ پیدا ہوا اور پھر جس میں روز بروز ترقی ہوتی چلی گئی اور آج ہر جگہ جلسوں کے ایک نئے رنگ ہیں۔ یہ تو اب ممکن نہیں کہ احمدیوں کی ایک بڑی تعداد جلسے کے لئے قادیان جائے، نہ ہی یہ ممکن ہے کہ جہاں خلیفہ وقت موجود ہے وہاں احمدیوں کی بڑی تعداد جلسہ میں شامل ہو سکے۔ دنیا میں جس طرح جماعتیں پھیل رہی ہیں اور ترقی کر رہی ہیں ضروری تھا کہ ہر ملک میں جہاں بھی جماعت ہے اس نہج پر جلسے منعقد کئے جائیں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ہوتے تھے۔ سال میں کم از کم ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے ہمیں اپنی حالتوں میں تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے تربیتی مقصد کے لئے جمع ہونے کا فرمایا تھا“

(خطبہ جمعہ مورخہ 7۔اکتوبر2016ء)

جلسہ سالانہ خدا تعالیٰ کے فضل سے خواہ کسی ملک میں بھی ہو یہ جماعت احمدیہ کی ہر آن ترقی کا ایک آئینہ دار ہے ۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ہر سال جلسہ سالانہ یو کے کے موقع پر اور اس کے علاوہ جن جن ممالک میں حضور بنفس نفیس تشریف لے جا کر جلسہ سالانہ میں شمولیت اختیار فرماتے ہیں اور اس موقع پر جو ہدایات و نصائح ہوتی ہیں اس کے ساتھ ساتھ دنیا میں پھیلی ہوئی جماعتوں کی ترقی کا ذکر ہوتا ہے وہ ہمارے لئے ازدیادایمان کا باعث ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے متعدد بار افراد جماعت کو ان جلسوں سے بھرپور استفادہ کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے آپ کی ہدایات میں سے چند درج ذیل ہیں۔

جلسہ کی تمام تقاریر خاموشی سے سنیں

فرمایا: ”حضرت مسیح موعودؑ معرفت کی باتیں خود ہی بیان کر دیا کرتے تھے اور اس زمانے میں حقائق بھی پتہ چلتے رہتے تھے لیکن اب بھی جو ارشادات آپ نے بیان فرمائے انہیں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ انہیں کو سمجھتے ہوئے، انہیں تفسیروں پر عمل کرتے ہوئے ماشاء اللہ علماء بڑی تیاری کر کے جہاں جہاں بھی دنیا میں جلسے ہوتے ہیں اپنی تقاریر کرتے ہیں ، خطابات کرتے ہیں اور یہ باتیں بتاتے ہیں تو آج بھی ان جلسوں کی اس اہمیت کو سامنے رکھنا چاہئے وہی اہمیت آج بھی ہے اور تقاریر جب ہو رہی ہوں تو ان کے دوران تقاریر کو خاموشی سے سننا چاہئے“

پس پہلی نصیحت یہ ہے کہ جلسہ کی تمام تقاریر کو خاموشی سے سنا چاہئے۔ یہ نہیں کرنا چاہئے کہ فلاں کی تقریر سننی ہے فلاں کی نہیں، جلسہ کی سب تقاریر سننی چاہئیں اور وہ بھی خاموشی کے ساتھ۔

اپنا وقت دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گزاریں

حضور انور فرماتے ہیں۔

”حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی دعائیں آج بھی شاملین جلسہ کے لئے برکت کا باعث ہیں کیونکہ آپ نے اپنے ماننے والوں کے لئے جو نیکیوں پر قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی سچی محبت دل میں رکھتے ہیں قیامت تک کے لئے دعائیں کی ہیں پھر یہاں آکر ایک دوسرے کی دعاؤں سے بھی حصہ لیتے“۔ اس میں حضور انور نے نصیحت فرمائی کہ ایک تو شامل ہونے سے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں سے حصہ ملے گا، دوسرے یہ توجہ دلائی گئی ہے کہ اپنا وقت بھی دعاؤں اور ذکر الٰہی میں صرف کریں۔ جن جن نے بھی آپ کو دعاؤں کے لئے کہا ہے ان کے لئے بھی دعائیں کریں“

یہ معاملہ ایمان کا ہے

حضور انورنے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”سب کو متوجہ ہو کر سننا چاہئے۔ پورے غور و فکر کے ساتھ سنو کیونکہ یہ معاملہ ایمان کا ہے اس میں سستی، غفلت اور عدم توجہ بہت سے برے نتائج پیدا کرتی ہے ... پس یاد رکھو جو کچھ بیان کیا جاوے اسے توجہ اور بڑے غور سے سنو کیونکہ جو توجہ سے نہیں سنتا خواہ عرصہ دراز تک فائدہ رساں وجود کی صحبت میں رہے اسے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا“

(الحکم 10مارچ 1902ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس اس بیان پر فرماتے ہیں کہ ”دیکھیں کس قدر ناراضگی کا اظہار فرمایا ان لوگوں کے لئے جو جلسہ پر آکر پھر جلسہ کی کارروائی کو توجہ سے نہیں سنتے تو ایسے لوگوں کی حالت ایسی ہے کہ باوجود کان اور دل رکھنے کے نہ سننے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ رحم کرے اور ہر احمدی کو اس سے بچائے“

مہمان نوازی

اس سلسلہ میں حضور انورایدہ اللہ فرماتے ہیں ”جہاں خدمت کرنے والے کارکنان مہمانوں کی خدمت کے لئے پوری محنت سے خدمت انجام دے رہے ہیں وہاں مہمانوں کا بھی فرض ہے کہ مہمان ہونے کا حق ادا کریں اور جس مقصد کے لئے آئے ہیں اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ جو پاک تبدیلیاں ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں ان کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش کریں“

ہر ایک کو السلام علیکم کرو

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ کون سا اسلام بہتر ہے فرمایا ضرورت مندوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر اس شخص کو جسے تم جانتے ہو یا نہیں جانتے ، سلام کہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ! ”تو جب اس طرح سلام کا رواج ہو گا تو آپس میں محبت بڑھے گی اور انشاء اللہ جب آپ ایک دوسرے کو سلام کر رہے ہوں گے، ہر طرف سے سلام سلام کی آوازیں آ رہی ہوں گی تو یہ جلسہ محبت کے سفیروں کا جلسہ بن جائے گا“

نمازوں کی ادائیگی اور جلسہ گاہ کے تقدس کا خیال

حضور انور ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔

”جلسہ کے ایام ذکرالٰہی اور درود شریف پڑھتے ہوئے گزاریں اور التزام کے ساتھ بڑی باقاعدگی کے ساتھ توجہ کے ساتھ نماز باجماعت کی پابندی کریں“

نمازوں اور جلسے کے دوران بچوں کو خاموش رکھیں

حضورانور فرماتے ہیں کہ

”ڈیوٹی والے اس چیز کا بھی خاص خیال رکھیں اور مائیں اور باپ بھی اس کا بہت خیال رکھیں اور ڈیوٹی والوں سے اس سلسلہ میں تعاون کریں ۔ جو جگہیں بچوں کے لئے بنائی گئی ہیں وہاں جا کے چھوٹے بچوں کو بٹھائیں تا کہ باقی جلسہ سننے والے ڈسٹرب نہ ہوں“

(بقیہ از صفحہ 18۔جامعہ کی نشست)

بعد ازاں حضورِ انور نے طلباء جامعہ احمدیہ کو سوالات کرنے کا موقع دیا چنانچہ ان پُر سعد ساعتوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے طلباء جامعہ نے امام وقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں مختلف نوعیت کے سوالات پیش کر کے ان کے جوابات حاصل کیے۔

سوال و جواب

ایک طالب علم نے سوال کیا کہ آج کی ترقی یافتہ حکومتیں میثاق مدینہ سے کیا رہنمائی حاصل کر سکتی ہیں؟

حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حکومتوں کو یہ رہنمائی مل سکتی ہے کہ انصاف کس طرح کرنا ہے،آپس میں مل جل کر کس طرح رہنا ہے،لوگوں کے مذہبی جذبات کا کس طرح خیال رکھنا ہے۔ حضور انور نےدو پروفیسرز کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ وہ مجھے Houston میں ملنے بھی آئے تھے۔حضور انور نے فرمایا کہ انہیں میں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے دو باتیں واضح ہیں۔ میثاق مدینہ سے یہ کہ حکومتوں کو کس طرح چلانا ہے اور حکومت کی کیا ذمہ داریاں ہیں اور حجۃ الوداع کے خطبہ سے یہ کہ حقوق انسانی کیا ہیں۔ انسانیت کے حقوق کا بھی چارٹر مل گیا اور میثاق مدینہ سے حکومت کے نظام کا بھی مل گیا۔ان دو چیزوں پر عمل ہو جائے تو مسلمان کہیں کے کہیں پہنچ جائیں۔

ایک طالبعلم نےسوال کیا کہ احمدی ماحول کے بد اثرات سے کس طرح بچ سکتا ہے؟

حضورِ انورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج بد اثرات گھر میں ٹی وی،موبائل فون آئی پیڈ وغیرہ کی شکل میں میں موجود ہیں۔ ان سے بچو اور ان کا صحیح استعمال کرو۔ حضورِ انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانب سے ایک سکھ کو کی جانے والی نصیحت کا ذکر فرمایا کہ ماحول کے بد اثر سے بچنے کے لیے حضورؑ نے اسے اپنی جگہ بدلنے کا ارشاد فرمایا تھا لیکن اس زمانے میں ہر قدم پر Temptations موجود ہیں ان سے بچنا چاہیے۔

حضور انور نے طالبعلم کو نصیحت فرمائی کہ پڑھنے کی عادت ڈالو، حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھو اوراچھے پروگرام دیکھو۔ ایک مربی کے لیے یہ بہت ضروری ہے۔

ایک طالب علم کے سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ

جب احمدیوں کا غلبہ ہو جائے گا تو تمہاری مخالفت کرنے والوں کے لیے ہمارا رد عمل لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ ہو گا۔ ہم نے انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہیں۔ محبت سب کے لیے اور نفرت کسی سے نہیں، محبت سے پیش آنا ہے۔ اس زمانہ میں ہم نے حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ و السلام کو مانا ہے اس لیے ہم نے اسی پر عمل کرنا ہے۔ اگر ہم بھی دوسروں کی طرح ردّ عمل دکھائیں گے تو ہم میں اور دوسروں میں کیا فرق ہو گا۔ حضورانورنے سویڈن کی ایک ممبر پارلیمنٹ کی طرف سے پوچھے جانے والے سوال اور اس کے جواب کا بھی تذکرہ فرمایا کہ ہم بھی اسی قوم کے لوگ ہیں جن میں قومی حمیّت جاگ اٹھتی ہے لیکن ہم ایسا نہیں کرتے چونکہ یہ اسلام کی تعلیم نہیں ہے۔ اس زمانے میں ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کو مانا ہے اس لیے ہم نے اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنا ہے۔

اس نشست کا اختتام ایک بج کر 27 منٹ پر ہوا جس کے بعد طلبہ جامعہ احمدیہ نمازِ ظہر و عصر کی ادائیگی کے لیے مسجد میں چلے گئے۔ حضور انور نے نمازِ ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ بعد ازاں تقریب ظہرانہ ہوئی۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بعد دوپہر 2 بجکر35منٹ پر جامعہ احمدیہ سے روانہ ہو گئے۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن17دسمبر2019ء)

ابو نوید

جلسہ ہائے سالانہ کے بارے میں بعض پیشگوئیوں کا عظیم الشان ظہور

آخری زمانے کی پیشگوئیوں میں سے قرآن کریم نے ایک پیشگوئی یہ بھی فرمائی ہے کہ وَاِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتۡ۔(التکویر:8) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرمایا کہ

’’آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ جبکہ بچھڑے ہوئے لوگ باہم ملا دیئے جائیں گے اور اس قدر باہمی ملاقاتوں کے لئے سہولتیں میسر آجائیں گی اور اس کثرت سے ان کی ملاقاتیں ہوں گی کہ گویا مختلف ملکوں کے لوگ ایک ہی ملک کے باشندے ہیں سو یہ پیشگوئی ہمارے اِس زمانہ میں پوری ہوگئی جس سے ایک عالمگیر انقلاب ظہور میں آیا گویا دنیا بد ل گئی کیونکہ دُخانی جہازوں اور ریلوں کے ذریعہ سے وہ روکیں جو پہاڑوں کی مانند حائل تھیں سب اُٹھ گئیں اور ایک دنیا مشرق سے مغرب کو اور مغرب سے مشرق بلا د کو آتی ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد23 صفحہ90 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

ایک اور جگہ فرمایا کہ

’’آخری زمانہ میں ایک یہ واقعہ ہوگا کہ بعض نفوس بعض سے ملائے جاویں گے یعنی ملاقاتوں کے لئے آسانیاں نکل آئیں گی اور لوگ ہزاروں کوسوں سے آئیں گے اور ایک دوسرے سے ملیں گے سو ہمارے زمانہ میں یہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔‘‘

(شہادت القرآن، روحانی خزائن کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن جلد23 صفحہ322)

اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں تقریباً ہر ملک میں جدید ذرائع آمدورفت کا استعمال کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے جلسہ ہائے سالانہ پر اکٹھا ہوتے ہیں اور دیگر روحانی پروگراموں میں شمولیت کے علاوہ ایک دوسرے سے ملاقات بھی کرتے ہیں۔

سب سے بڑھ کر کوسوں میل چل کراپنے پیارے امام سے ملاقات کر کے اپنی پیاس کو بجھاتے اور روحانی تسکین پاتے ہیں۔ جن جلسوں میں خلیفۃ المسیح بنفس نفیس شرکت فرما رہے ہوں ان میں ایک اہم تقریب بیعت کی ہوتی ہے جس میں سال کے دوران نئے آنے والے دوست اپنے امام کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں اور باقی احباب تجدید عہد کرتے ہیں اور قرآنی پیشگوئی وَاِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتۡ۔(التکویر:8) پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں۔ اس بارہ میں بائبل میں بھی پیشگوئی مذکور ہے۔ جس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یوں فرمایا ہے کہ

’’یہ ایک ایسا خوبصورت نظارہ ہے اور ایسا روح پرور نظارہ ہے۔ جس کی مثال اس سے پہلے سوائے بائبل کی پیشگوئی اور کسی جگہ دکھائی نہیں دیتی۔ عہد نامہ جدید میں پیشگوئی کے رنگ میں تو یہ بات بتائی گئی تھی مگر واقعتاً جو بات بیان کی گئی۔ وہ حضرت مسیحؑ کے زمانے میں کبھی رونما نہیں ہوئی۔ اس لئے آئندہ مسیح کے متعلق پیشگوئی تھی اور اس کو چونکہ پیشگوئی سے تصدیق حاصل ہے اس لئے اس سنت کو کوئی بد سنت قرار نہیں دے سکتا۔ ایک ایسی سنت حسنہ ہے جس کی دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے بنیاد رکھی تھی اور پیشگوئی کے ذریعے اس پر صاد فرمایا تھا کہ ایک بہت عظیم واقعہ ہونے والا ہے کہ بیشمار زبانیں بولی جائیں گی، بے شمار زبانوں میں خدا کی تسبیح و تحمید کی جائے گی اور لوگوں کو یہ عجیب دکھائی دے گا کہ وہ زبانیں جو وہ جانتے نہیں ہیں وہ کچھ نہ کچھ پیغام کسی نہ کسی سننے والے کو ضرور دے رہی ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 جون 1996ء بحوالہ خطبات طاہر جلد 15 صفحہ436)

دراصل سورۃ التکویر کی اس آیت میں بنی نوع انسان کے ایک سے زائد ذرائع سے اکٹھا ہونے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔

1۔ جب لوگ باہمی تعلقات کے ذریعہ اکٹھے کر دیئے جائیں گے،

2۔ جب ساری دنیا کے لوگ ملا دیئے جائیں گے ،

3۔ جب لوگوں کے ملاپ کو تیز رفتار ذرائع نقل و حمل کے باعث آسان کر دیا جائے گا۔(عالَمِ غیب کا انکشاف اور قرآن کریم بحوالہ الہام، عقل، علم اور سچائی از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 522)

آجکل تیز ترین ذرائع ابلاغ ٹیلیفون، سیٹلائٹ کے نظام اور انٹرنیٹ وغیرہ نے نوع انسان کو ایک دوسرے کے انتہائی قریب کر دیا ہے جو کہ اس آیت میں بیان کردہ پیشگوئی کی سچائی پر واضح دلیل ہے۔موجودہ زمانہ میں جلسہ ہائے سالانہ کے ذریعہ تمام اقوام عالم کو بلا استثناء عملاً اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح ایک نئی انجمن اقوام عالم کے قیام کا رستہ بھی ہموار ہو گیا ہے جس نے اس پیشگوئی پر تصدیق مہر ثبت کر دی ہے۔بعد میں آنے والی آیات میں بھی سائنسی، معاشی اور معاشرتی ذرائع بیان فرما دیئے ہیں جوآخری زمانہ میں بنی نوع انسانی کو اکٹھا کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ریلوے اور دیگر سواریوں کی ایجاد نے بھی بین الاقوامی مفاہمت پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

(چشمہ معرفت،روحانی خزائن جدید ایڈیشن جلد 23 حاشیہ صفحہ 82)

یہ تمام ایجادات خدا تعالیٰ کے مسیح کے وقت کے لئے منصۂ شہود پر آئی ہیں۔اور جماعت احمدیہ خلفاء سلسلہ کی نگرانی میں ان تمام ایجادات کو اسلام کے حقیقی پیغام یعنی آنحضرت ﷺ کے پیغام کودنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لئے بھرپور استعمال کر رہی ہے۔ اور خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ترقیات کی نئی منازل طے کرتے ہوئے جماعت احمدیہ عالمگیر نے Satelliteکی مدد سے ساری دنیا میں اشاعت اسلام کے کام کو خلفاء سلسلہ کی نگرانی میں وسیع تر بنیادوں پر قائم کر دیا ہے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر دن ایک نئی شان سے طلوع ہوتا ہے۔ مختلف ممالک میں منعقدہ جلسوں کو سیٹیلائٹ کے ذریعہ نشر کیا جاتا ہے جس سے مختلف ممالک کےاحمدی ان جلسوں میں شریک ہو کر اپنی روحانی پیاس بجھاتے ہیں۔

اس آیت میں یہ پیشگوئی بھی ہے کہ مختلف اقوام کے افراد علمی طور پر بھی آپس میں ملا دیئے جائیں گے۔ اس زمانہ میں ایک قسم کے علوم کے پھیل جانے کی پیشگوئی ہے۔ جماعت احمدیہ کے جلسہ ہائے سالانہ کا ایک مقصدحضرت مسیح موعودؑ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ احباب ان جلسوں میں شرکت کریں اور روحانی علوم کے حصول کے لئے اپنی پیاس بجھائیں۔

اسی طرح یہ پیشگوئی بھی ہے کہ مختلف اقوام کے افراد کا آپس میں شادی کا رواج عام ہو جائے گا۔ مختلف مذاہب کے لوگ آپس میں شادیاں کریں گے۔ اور ان کے اس فعل کو Inter Marriage Bills کے ذریعہ قانونی تحفظ حاصل ہو گا۔

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ 212)

جلسہ ہائے سالانہ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ دیگر خاندان ایک دوسرے سے ملیں اور اگر ممکن ہو تو آپس رشتوں میں بندھ جائیں۔

قرآن مجید نے جہاں نقل و حرکت کے جدید ذرائع کی پیشگوئی فرمائی وہاں وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الۡحُبُکِ۔(الذاریات:8) میں ایئر ٹریفک سسٹم کے بارہ میں بھی پیش خبری فرمادی۔جو کہ ہوابازی (Aviation)کا ضروری حصہ ہے۔ 1400 سال قبل صحراء میں رہنے والا اس قدر اعلیٰ ٹیکنالوجی کے بارہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر یہ سب ظاہر نہ کیا جاتا۔اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہوائی راستوں کا ایک جال بچھا ہوا ہے۔قرآنی آیات کئی اور جگہوں پر بھی ایسے آسمان کی منظر کشی کر رہی ہیں جس میں کثرت سے سفر کیا جائے گا۔ پیغام رساں ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پرواز کریں گے۔ دنیا کے لئے تو یہ فضائی پراپیگنڈا کا دور ہے۔ لیکن احباب جماعت کثرت سےاس سہولت کو استعمال کرتے ہوئے فضائی سفر کے ذریعہ ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کر کے انفرادی اور اجتماعی طور پرجماعت احمدیہ کے جلسوں میں شریک ہوتے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ ہم احباب کوخصوصی بسوں اورخصوصی ٹرینوں پران جلسوں میں شرکت کرتے دیکھتے تھے بلکہ قادیان کے جلسوں میں تو اب بھی یہ نظارہ دیکھنے کو ملتا ہے۔لیکن اب تو خصوصی جہازوں کے ذریعہ مختلف ممالک سے ان جلسوں میں شمولیت ہو رہی ہے ۔ جو کہ قرآن مجید کی اس پیشگوئی اور حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی یَاتِیۡکَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ وَیَاتُوۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ کی سچائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ کا یہ ارشاد بھی یقیناً دلچسپی کا باعث بنے گا۔ فرمایا۔

’’اس پیشگوئی کے ساتھ قرآن شریف میں ایک اور بھی پیشگوئی ہے جو جسمانی اجتماع کے بعد رُوحانی اجتماع پر دلالت کرتی ہے اوروہ یہ ہے وَتَرَکۡنَا بَعۡضَھُمۡ یَوۡمَئِذٍ یَّمُوۡجُ فِیۡ بَعۡضٍ وَّنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَجَمَعۡنٰھُمۡ جَمۡعًا۔(الکہف:100)

ترجمہ۔ اور اس دن ہم ان میں سے بعض کو بعض پر موج در موج چڑھائی کرنے دیں گے اور صور پھونکا جائے گا اور ہم اُن سب کو اکٹھا کریں گے۔

یعنی اُن آخری دنوں میں جو یا جوج ماجوج کا زمانہ ہوگا دُنیا کے لوگ مذہبی جھگڑوں اورلڑائیوں میں مشغول ہو جائیں گے اور ایک قوم دوسری قوم پر مذہبی رنگ میں ایسے حملے کرے گی جیسے ایک موج دریا دوسری موج پر پڑتی ہے ا ورد وسری لڑائیاں بھی ہوں گی اور اس طرح پر دنیا میں بڑا تفرقہ پھیل جائے گا اور بڑی پھوٹ اور بغض اور کینہ لوگوں میں پیدا ہو جائے گا۔ اور جب یہ باتیں کمال کو پہنچ جائیں گی تب خدا آسمان سے اپنی قرنا میں آواز پھونک دے گا یعنی مسیح موعود کے ذریعہ سے جو اُس کی قرنا ہے ایک ایسی آواز دنیا کو پہنچائے گا جو اس آواز کے سننے سے سعادت مند لوگ ایک ہی مذہب پر اکٹھے ہو جائیں گے اور تفرقہ دُور ہو جائے گا اور مختلف قومیں دُنیا کی ایک ہی قوم بن جائیں گی۔‘‘

(چشمۂ معرفت،روحانی خزائن کمپیوٹرائزڈایڈیشن جلد23صفحہ90)

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا کے 213 سےزائد ممالک میں سال بھر کہیں نہ کہیں جماعت احمدیہ کے جلسہ ہائے سالانہ کی صورت میں پوری دنیا کو توحید کے جھنڈے تلے متحد کرنے کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قمرالدین

قادیان کے مقاماتِ مقدسہ

قادیان دارالامان ایک مقدس بستی کہ جس کے بارے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

"خدا تعالیٰ نے اس ویرانے کو یعنی قادیان کو مجمع الدیار بنا دیا کہ ہر ایک ملک کے لوگ آکر جمع ہوتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم،روحانی خزائن جلد21 صفحہ95)

"ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے"

(دافع البلاء روحانی خزائن جلد18صفحہ231)

قادیان دارالامان ایک مقدس بستی جہاں بہت سے مقدس مقامات موجود ہیں ان کا مختصر تعارف پیش ہے۔

مسجد مبارک

اس مسجد کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

ترجمہ:یہ مسجد برکت دہندہ ہے(یعنی برکت دینے والی)اور برکت یافتہ (یعنی اسے برکت دی گئی ہے) اور ہر ایک امر مبارک اس میں کیا جائے گا۔ (تذکرہ صفحہ 106)

سرخ چھینٹوں والا کمرہ

مسجد مبارک کے قدیمی حصہ کے مشرقی جانب سیڑھیوں کے ساتھ یہ کمرہ ہے۔10جولائی 1885ء بمطابق 27 رمضان 1302ھ کو اس کمرہ میں سرخی کے چھینٹوں والا نشان ظاہر ہوا۔حضرت مسیح موعودؑ نے ایک کشف دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قلم کو سیاہی میں ڈبو کر آپ کی طرف چھڑکا اور جب آپ نے آنکھ کھولی تو ظاہر میں بھی سرخی کے نشانات پائے۔

بیت الفکر

یہ وہ کمرہ جو مسجد مبارک سے ملحق شمالی جانب ہے اور اس میں حضرت مسیح موعود ابتدائی ایام میں تالیف و تصنیف کے کام میں مشغول رہا کرتے تھے۔اسی کمرہ کی نسبت حضورؑ کو 1882ء میں الہام ہوا۔(ترجمہ)کیا ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی؟ کہ تجھ کو بیت الفکر عطا کیا۔ (تذکرہ صفحہ 82)

دالان حضرت اماں جان

بیت الدعا کے ساتھ والا مشرقی دالان بھی بہت تاریخی اور مقدس ہے۔اس میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی عمر کا آخری زمانہ گزارا اور حضرت اماں جان بعد میں یہیں رہیں۔یہاں بہت سے الہامات ہوئے۔بلکہ اماں جان اسے بیت الفکر میں شامل کیا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ حضرت مسیح موعودؑ بھی اسے بیت الفکر کا حصہ شمار فرماتے تھے۔

(ضمیمہ اصحاب احمد اول صفحہ 21)

بیت الدعا

حضرت مسیح موعودؑ نے بیت الدعا کی تعمیر کی غرض درج ذیل الفاظ میں بیان فرمائی۔

"ہم نے سوچا کہ عمر کا اعتبار نہیں۔ستّر سال کے قریب عمر کے گزار چکے ہیں۔موت کا وقت مقرر نہیں۔خدا جانے کس وقت آجائے اور کام ہمارا ابھی بہت باقی ہے۔ادھر قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی ہے۔رہی سیف سو اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا اذن اور منشاء نہیں۔لہٰذا ہم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور اسی سے قوت پانے کے واسطے ایک الگ حجرہ بنایا اور خدا سے دعا کی کہ اس مسجد البیت اور بیت الدعا کو امن اور سلامتی اور اعداء پر بذریعہ دلائل نیزہ اور براہین ساطعہ کے فتح کا گھر بنا دے"

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ 109)

بیت الریاضت

"وہ کمرہ جس میں حضورؑ نے (1875ء کے آخر یا 1876ء کے شروع میں)آٹھ یا نو ماہ کے روزے رکھے بیت الریاضت کہلاتا ہے۔یہی وہ کمرہ ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ تصنیف فرمائی تھی"

(سیرۃ المہدی حصہ چہارم صفحہ 151۔روایت 1206)

کمرہ پیدائش

حضرت مسیح موعودؑ کے آبائی مکان یعنی "الدّار" کے ایک کمرہ میں حضورؑ کی ولادت مورخہ 14شوال 1250ہجری بمطابق 13فروری1835ء بروز جمعۃ المبارک ہوئی تھی۔

(قادیان اور اُس کے مقدس و تاریخی مقامات حمید کوثر صاحب صفحہ 37)

کمرہ پیدائش حضرت مصلح موعود

"الدّار"(مکان حضرت مسیح موعودؑ)کے اسی احاطہ میں ایک اور کمرہ میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی ولادت 12جنوری 1889ء کو ہوئی تھی۔

(قادیان اور اس کے مقامات مقدس و تاریخی مقامات حمید کوثر، صفحہ 37)

مسجد اقصیٰ

"مسجد مبارک تعمیر ہونے سے پہلے تو آپؑ اسی مسجد (مسجد اقصیٰ) میں نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔اور ذکر الٰہی میں مشغول رہا کرتے تھے۔اس مسجد کے قدیمی حصہ کے درمیانی خراب میں حضورؑ نے مورخہ 11۔اپریل 1900ء کو عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر عربی زبان میں فی البدیہہ خطبہ ارشاد فرمایا جو خطبہ الہامیہ کے نام سے موسوم ہے"

(قادیان اور اُس کے مقدس و تاریخی مقامات حمید کوثر صفحہ 41)

مسجد اقصیٰ میں ہی حضرت مسیح موعودؑ کے عہد مبارک میں پہلا جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1891ء کو منعقد ہوا۔جس میں 75احباب شریک ہوئے۔

(قادیان اور اس کے مقدس و تاریخی مقامات حمید کوثر صفحہ 42)

منارۃ المسیح

13مارچ 1903ء بروز جمعہ مسجد اقصیٰ کے صحن میں منارۃ المسیح کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

بہشتی مقبرہ

قادیان کے مقدس مقامات میں سے اہم ترین مقام بہشتی مقبرہ ہے۔جہاں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا مزار مبارک ہے۔اور یہی وہ جگہ ہے جس کی مٹی حضورؑ کو کشف میں چاندی کی دکھائی گئی تھی اور جس کا ذکر حضورؑ نے رسالہ الوصیت میں فرمایا ہے۔یہی وہ بہشتی مقبرہ ہے جہاں آپ کے اُن ساتھیوں کی قبریں ہیں جنہوں نے احمدیت کے شجر کی آبیاری اپنے خون سے کی۔یہی وہ بہشتی مقبرہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو یہ خوشخبری دی تھی کہ یہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔یہی وہ بہشتی مقبرہ ہے جہاں قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوا۔

آبائی قبرستان

حضرت مسیح موعودؑ کا قدیمی آبائی خاندانی قبرستان قادیان کے مغرب کی طرف واقع ہے۔اسی قبرستان میں حضورؑ کی والدہ صاحبہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کی قبر ہے۔جن کی وفات 1868ء میں ہوئی تھی۔

(قادیان اور اس کے مقدس و تاریخی مقامات حمید کوثر صفحہ 57)

مسجد نور

مسجد نور بھی قادیان کی اہم مساجد میں سے ایک ہے۔اس تاریخی مسجد کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے 5مارچ 1910ء کو رکھی تھی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا انتخاب خلافت اسی مسجد میں ہوا۔

(قادیان اور اس کے مقدس و تاریخی مقامات حمید کوثر صفحہ 60)

کوٹھی دارالسلام

محلہ دارالعلوم میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی کوٹھی "دارالسلام" کے نام سے موسوم ہے۔اسی کے ایک کمرہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اپنی زندگی کے آخری ایام گزارے تھے اور یہیں آپ کی وفات ہوئی تھی۔

(قادیان اور اس کے مقدس و تاریخی مقامات حمید کوثر صفحہ 62)

قادیان دارالامان ایک مقدس بستی کہ جہاں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ دور دراز سے لوگ آئیں گے، تحفے تحائف لے کر آئیں گے اور اس کثرت سے آئیں گے کہ راستوں میں گڑھے پڑجائیں گے۔آج ہر آنے والا شخص آپؑ کی سچائی کی دلیل ہے کہ اس مقدس بستی میں کہی ہوئی بات اللہ کے فضل سے پوری ہورہی ہے۔قادیان دارالامان ایک مقدس بستی کہ جس میں جلسہ سالانہ کی ابتداء ہوئی۔

****

مسجد مبارک

مزار مبارک

منارۃ المسیح رات کا منظر

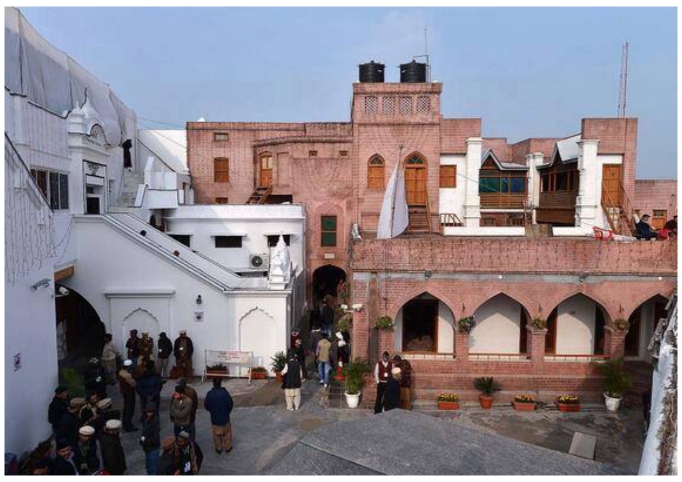

دارالمسیح

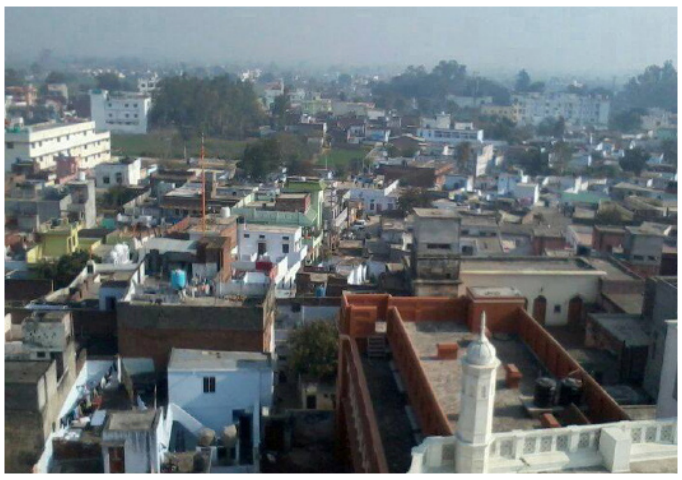

ایریل ویو قادیان

مسجد اقصیٰ قادیان

نور ہسپتال

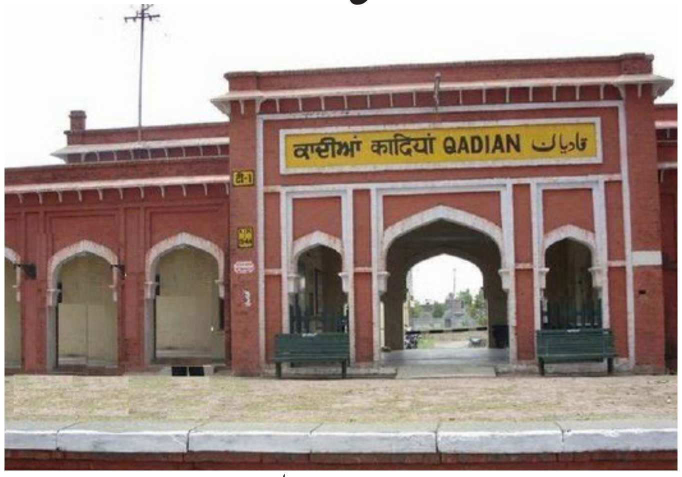

ریلوے اسٹیشن

دارالمسیح رات کا منظر

سرائے طاہر(جامعہ احمدیہ قادیان)

سٹیج جلسہ قادیان

خطاب حضورانور بر موقع جلسہ قادیان2018ء

جلسہ گاہ

یہ نان تیرے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہیں

دارالضیافت قادیان

وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

بند تُم نے کر دیئے جلسے جو پاکستان میں
کل جہاں میں ہو رہے ہیں منفرد ہیں شان میں
جھولیاں بھر بھر کے ملتا ہے مقدس مائدہ
برکتیں ہیں بے بہا مہدیؑ کے دسترخوان میں
شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

جب ہمارے درمیاں تشریف فرما ہوں حضور
گنگنا اُٹھتے ہیں دل خوشیوں کے سائبان میں
تین دن تک برستی ہے جب نصائح کی پھوار
اور بڑھ جاتے ہیں دل افزائش ایمان میں
شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

ایک ننھے سے شگوفے سے گلستاں بن گیا
ایک قطرہ ڈھل گیا برسات کے باران میں
اِک ستارے میں نہاں تھیں کہکشائیں اَن گنت
ایک انساں ڈھل گیا اِک عالمِ گنجان میں
شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

الغرض میں نام گنواؤں تو کس کس ملک کا
سب کے سب باندھے گئے بیعت کے اک پیمان میں
شکریہ تیرا ادا کرتے ہیں رب ذوالجلال
تو نے ہر پل دی ترقی دین کے میدان میں
شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

جب بصد حسرت وطن کو الوداع کہنا پڑا
اِک توکل کے سِوا کچھ بھی نہ تھا سامان میں
خوف کی حالت کو بدلا امن میں اللہ نے
ہم پہ اپنا ہاتھ رکھا اُس نے ہر بحران میں
شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

ایم ٹی اے کا ہو بھلا یہ زخمِ فرقت کی دوا
اِس کا حصہ خُوب ہے اس درد کے درمان میں
گھر میں ہر اِک احمدی کے جلوہ فرما ہیں حضور
تازگی آتی ہے اُن کو دیکھ کر ایمان میں
شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

سلسلہ جلسوں کا امریکہ میں ، کینیڈا میں بھی
پھر تسلسل جرمنی میں ، ہند میں ، جاپان میں
نُورِ حق سے جگمگا اُٹھا ہے افریقہ بھی آج
سب پہ بازی لے گیا مہدیؑ کی وہ پہچان میں
شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ، ہندوستان میں

آؤ دیکھو کس نے دنیا میں طنابیں گاڑ دیں
بڑھ گیا ہے کون دیکھو رُشد اور بُرہان میں
ہم تو خوشبو کی طرح پھیلے جہاں میں چار سُو
ہر جگہ عرشیؔ رہے ہم سایہ رحمان میں
شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

کس میں ہے وحدت ، خلافت اور منظّم کون ہے
کون ہے بازار کی اک بھیڑ کے فرمان میں
کس کو حُجرے میں محمد ﷺ کے مل جائے اماں؟
کون بیٹھا رہ گیا اِبلیس کے دالان میں؟
شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

ہم خدا کے ہاتھ کے بوئے ہوئے وہ بیج ہیں
جو اُگے شہروں میں ، ویرانوں میں ، ریگستانوں میں
وہ ہوا کے دوش پر دنیا میں پھیلائی گئی
جو صدا تم نے دبانا چاہی پاکستان میں
شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

ارشاد عرشی ملک

DAILY ALFAZL LONDON
(Online Edition)
ANDROID APP ON Google Play
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 00447493785065 00447951614020
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ طلباء جامعہ احمدیہ یوکے کی ایک نشست

جنگِ بدر کا پسِ منظر اور حالات و واقعات پر مشتمل ٹھوس علمی پریزنٹیشنز، طلباء جامعہ کے سوالات پر حضورِ انور کے بصیرت افروز جوابات

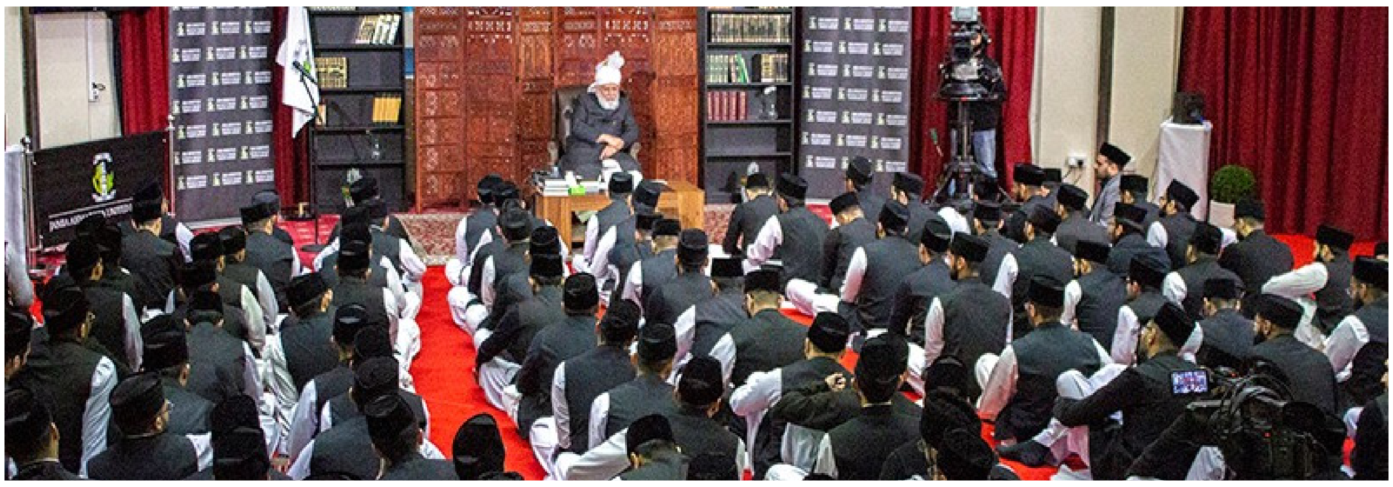

سیّدنا و امامنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ الودود بنصرہ العزیز 15 دسمبر 2019ء کو جامعہ احمدیہ برطانیہ میں رونق افروز ہوئے۔ حضور پُر نور کے اس وزٹ کے دوران طلباء جامعہ احمدیہ کو اپنے آقا کے ساتھ ایک علمی نشست میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ یہ علمی نشست جامعہ احمدیہ میں تقریباً تین سال بعد منعقد ہو رہی تھی۔

اس نشست کی تیاری کے لئے طلباء و متعلقہ اساتذہ جامعہ احمدیہ گزشتہ کئی ہفتوں سے مصروفِ عمل تھے۔

حضورِ انور کی جامعہ احمدیہ میں تشریف آوری

حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اسلام آباد (ٹلفورڈ) سے روانہ ہو کر دوپہر 12 بجکر 18 منٹ پر احاطہ جامعہ احمدیہ میں رونق افروز ہوئے جہاں پرنسپل جامعہ احمدیہ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر انعام صاحب اور سٹاف و کارکنان جامعہ احمدیہ نے حضورِانور کا استقبال کیا۔

حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز طلباء جامعہ احمدیہ کی علمی نشست کو رونق بخشنے کے لیے جامعہ احمدیہ کے آڈیٹوریم میں تشریف لائے۔ حضورپُر نور کرسی پر رونق افروز ہوئے جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح کے خدام، طلباء جامعہ احمدیہ حضورِ انور کے سامنے کلاس وار، منظم انداز میں قطاروں میں قالین پرمؤدب بیٹھے تھے۔ حضورِ انور نے اس موقع پر پرنسپل صاحب سے جامعہ احمدیہ کے طلباء کی تعداد کے بارے میں استفسار فرمایا۔

تلاوتِ قرآنِ کریم سے نشست کا باقاعدہ آغاز ہوا جس کی سعادت عزیزم احسان احمد (درجہ ثانیہ) کو حاصل ہوئی۔ تلاوت کی جانے والی سورۃ الانفال کی آیات 8 تا 11 کا اردو ترجمہ عزیزم علیم احمد (درجہ خامسہ) نے پیش کیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ منظوم کلام 'محاسنِ قرآنِ کریم' سے بعض اشعار کا انتخاب عزیزم عبدالحئی سرمد (درجہ ممہدہ) نے خوش الحانی سے پیش کرنے کی سعادت پائی۔

'جنگِ بدر کا قصّہ مت بھولو'

آج کی اس علمی نشست کے لیے حضورِ اقدس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت 'جنگِ بدر' کے عنوان کی منظوری عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ اس موضوع پر طلباء جامعہ احمدیہ نے دو پریزنٹیشنز پیش کیں۔

جنگِ بدر کا پسِ منظر

حضورِ انور نے اس نشست کی پہلی پریزنٹیشن پیش کرنے کے لیے عزیزان دانیال تصور اور مصعب رشید ڈوگر (درجہ رابعہ) کے نام پکارے۔ عزیزان نے اپنی پریزنٹیشن میں جنگ بدر کا پس منظر اور جہاد بالسیف کی اجازت ملنے سے پہلے کے حالات و واقعات کو بیان کیا۔ انہوں نے بتایا کہ مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرجانے کے بعد بھی کفارِ مکہ کی طرف سے مسلسل خطرات کا سامنا تھا۔

اس پریزنٹیشن میں بتایا گیا کہ کفارِ مکہ کی شرّ انگیز کارروائیوں سے محفوظ رہنے کے لیے آنحضورﷺ نے بعض احتیاطی تدابیر اختیار کیں جن میں آس پاس کے قبائل کے ساتھ معاہدات اور خبررساں پارٹیوں کو روانہ کرنا شامل تھا۔ حضورﷺ نے مسلمانوں کے خلاف نفرت اور عداوت کی آگ پھیلانے والے کفارِ مکہ کے تجارتی قافلوں کی کارروائیوں کے سدِ باب کے لیے بھی ضروری اقدامات فرمائے۔ طلباء نے اپنی پریزینٹیشن کے دوران اس بات کو تقویت دینے کے لیے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حالیہ خطبہ جمعہ فرمودہ 13 دسمبر 2019ء کے ایک حصے کی ویڈیو کو پیش کیا۔

جنگ بدر کے پس منظر کو واضح کرنے کے لیے عزیزان نے an-imations کے ذریعہ بتایا کہ قریش مکہ کا ایک تجارتی قافلہ جس کے ساتھ 70 کے قریب آدمی تھے ابوسفیان کی سر کردگی میں شام سے مکہ واپس جارہا تھا۔ اس قافلے کے ساتھ ایک مسلح دستہ بھی موجود تھا۔ چنانچہ اس قافلے کے حالات معلوم کرنے کی غرض سے آنحضورﷺ نے پہلے دو صحابہ کو بھجوایا۔ نبی اکرمﷺ نے اس دوران دوسرے صحابہ کو بھی تیاررہنے کا ارشاد فرمایا۔

دوسری طرف جب ابو سفیان کو اس کا علم ہوا تو اس نے مکہ کی طرف ایک سوار کو بھیجا جس نے وہاں جا کر کفار کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے ابھارا۔ اس کے نتیجے میں ان کا ایک بڑا لشکر مسلمانوں سے جنگ کے لیے تیار ہوا ۔

اس پریزنٹیشن کے آخر پر بتایا گیا کہ آنحضورﷺ کو اس لشکر کی پیش قدمی کی اطلاع مدینہ سے روانہ ہونے سے پہلے ہی مل چکی تھی مگر آنحضورﷺ نے اذنِ الٰہی سے بعض مصالح کی بنا پر اس خبر کو مسلمانوں میں عام نہیں فرمایا۔ چنانچہ 12 رمضان المبارک کو مسلمانوں کا لشکرمدینہ سے روانہ ہوا۔

پونے ایک بجے کے قریب اختتام پذیر ہونے والی اس تفصیلی پریزنٹیشن میں بہت دل چسپ معلومات پیش کی گئیں۔

جنگِ بدر، حالات و واقعات

اس نشست کی دوسری پریزنٹیشن میں عزیزان قاسم محمود اور محمد صہیب خان (درجہ خامسہ) نے جنگِ بدر کے مختصر حالات و واقعات بیان کیے۔

پریزنٹیشن میں بتایا گیا کہ ابو سفیان کے قافلے کو روکنے کے لیے 313 صحابہ کرام نے مدینہ سے روانہ ہو کر روحاء اور ذَفِران کے مقامات پر پڑاؤ ڈالا جہاں انہیں علم ہوا کہ تجارتی قافلے کی حفاظت کے لیے مکہ سے ایک لشکر آرہا ہے۔ چنانچہ آنحضورﷺ نے صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا جس پر صحابہؓ نے جاں نثارانہ تقاریر کیں۔ ان تقاریر میں بطورخاص تاریخ و سیرت کی کتب میں حضرت سعد بن معاذؓ کی طرف سے انصارِ مدینہ کی نمائندگی میں کی جانے والی تقریر کا ذکر ملتا ہے۔

پریزنٹیشن میں ساتھ ساتھ خوبصورت انداز میں animations کے ذریعہ مسلمانوں کا بدر کی طرف سفر دکھایا گیا۔

بعد ازاں میدان بدر کے حوالے سے دونوں لشکروں اور کفار کے تجارتی قافلہ کی منظر کشی کا بیان قرآن کریم کی آیت اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا وَھُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی وَالرَّکْبُ اَسْفَلَ مِنْکُمْ (الانفال:43) میں بیان کے ذریعہ دکھایا گیا ۔

پریزنٹیشن میں جنگ بدر کے دوران پیش آنے والے حالات میں دونوں لشکروں کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا جس کے مطابق مسلمانوں کی ظاہری حالت کفار کے بالمقابل بہت کمزور تھی تاہم مسلمانوں کو خداداد رعب نصیب تھا چنانچہ لشکرِ کفار کی جانب سے جو جاسوس مسلمانوں کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا گیا ۔ اس نے واپس آکر یہ بیان دیا کہ اس لشکر میں اونٹوں پر آدمیوں کو نہیں بلکہ موتوں کو سوار دیکھتا ہوں۔

بتایا گیا کہ بالآخر فریقین کے درمیان جنگ ہوئی اور گھمسان کا رن پڑا۔ ان تمام حالات میں آنحضورﷺ لشکرِ اسلامی کی قیادت کرنے کے ساتھ ساتھ متضرعانہ دعاؤں میں مشغول رہے جن کی برکت سے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت مسلمانوں کے شامل حال رہی چنانچہ کفار کے 70 آدمی مارے گئے اور اتنے ہی قیدی بنا لیے گئے جبکہ اس کے بالمقابل مسلمانوں کے 14 افراد نے جام شہادت نوش فرمایا جن میں سے 6 مہاجرین اور 8 انصار تھے۔

آخر میں عزیزان نے بتایا کہ یہ ایک عظیم الشان فتح تھی جس کا ذکر قرآن کریم میں وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ کے الفاظ میں ملتا ہے۔ یہی آیت اس زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ کو بھی الہام ہوئی اور آپؑ نے اس زمانے کو بدر کا زمانہ قرار دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو کشفاً فرمایا کہ ''جنگِ بدر کا قصہ مت بھولو۔'' اسی الہام کی ایک رنگ میں تعمیل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بدری صحابہ کے بارے خطبات کا سلسلہ ہے۔ حضورِ انور اپنے خطباتِ جمعہ میں بدری اصحابِ نبی کی دل نشیں سیرت کا تذکرہ بیان فرما رہے ہیں تاکہ ہمیں اس جنگ میں شامل ہونے والے مبارک اور مقدس وجودوں کے قصّے یاد رہیں اور ہم بھی ان قربانیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیشہ قربانی کے لیے تیار رہیں۔ آمین۔

یہ انتہائی دل چسپ پریزنٹیشن ایک بجے کے کچھ بعد اختتام پذیر ہوئی۔

اس کے بعد حضورِ انور نےازراہِ شفقت مایوٹ آئی لینڈ سے جامعہ احمدیہ یوکے میں پڑھنے کے لیے آنے والے فرانسیسی طالب علم عزیزم سعید یعقوب Houmadi سے ان کے اردو سیکھنے کی پراگریس کے بارے میں پوچھا۔

حضورِ انور نے طلباء جامعہ احمدیہ سے جنگِ بدر میں شامل ہونے والے صحابہ کی تعداد کے بارے میں سوال پوچھا اور بتایا کہ 313 کے علاوہ اور تعداد کا بھی ذکر ملتا ہے۔

(باقی صفحہ 14 پر)